بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

Digitized by Khilafat Library

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی عہ
بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمدؐ

Reg No. L
ccLXXX ۱۱۱

مسیح وقت و مہدی ہم مجدد بر سر این صد

چار روپے پیشگی

معہ ضمیمہ درس قرآن مجید

۱۵ صفر ۱۳۲۹ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۶ فروری سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۵ پھاگن سمت ۱۹۶۷ ب

جلد ۱۰

نمبر ۱۶

بھائیو گر قادیان آؤگے تم ❖ ایڈیٹر ومینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہٗ ❖ نورِ دینِ مصطفےٰ پاؤ گے تم

دس شرائط بیعت

اول یہ کہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور۔ ظلم و خیانت و فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز وہ اپنا ورد بناویگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا۔ اور بہرحالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان و مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
مہر او با شیر شد اندر بدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
اقتدائے قول او در جان ماست
آں ہمہ از حضرت احدیت است
معجزات او ہمہ حق اندر است
معجزات انبیاء سابقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
از ملائک از جزائے معاد
یکقدم دوری ازاں عالیجناب

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم
بادہ عرفان ما از جام اوست
دامنِ پاکش بدستِ ما مدام
جاں شد و باجاں بدر خواہد شدن
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں نہ از خود از ہماں جائے بود
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
منکرِ آں مستحق لعنت است
منکرِ آں مورد لعن خداست
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
ہر چہ گفت آں رسولِ بالعباد
نزد ما کفر است و خسران و تباب

دستور العمل

عام قیمت پیشگی سالانہ بغیر ضمیمہ سکہ للعہ ضمیمہ درس قرآن مجید پیشگی للعہ بغیر وصولی قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہیں ہو سکتا خط و کتابت کے واسطے جوابی کارڈ آنا چاہیئے ورنہ جواب سے معذور رسید زر اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ نہ دیجاویگی۔ البتہ جو صاحب قادیان میں دستی قیمت ادا کریں انکو ہر حال رسید حاصل کرنی چاہیئے۔ اگر چار ہفتے تک رسید نہ چھپے تو خط لکھکر دریافت کرنا چاہیئے۔ تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر سپرنٹنڈنٹ قادیان ضلع گورداسپور ہونی چاہیئے۔

وہ الفاظ جن میں حضرت اقدس مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر اپنے جاتے تھے اور طالب بیعت تکرار کرتا جاتا تھا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ ۲ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنبٍ واتوب الیہ ۲ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔ اس کے بعد آپ مع حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح المہدی مذکورہ بالا الفاظ کیساتھ یہ الفاظ بڑھاتے ہیں کہ آج میں نور الدین کے ہاتھ پر ان تمام شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے حضرت مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے اور نیز اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن و احادیث صحیحہ کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرونگا۔ اور اشاعت اسلام میں جان و مال سے بقدر وسعت و طاقت کمربستہ رہونگا۔ اور انتظام زکوٰۃ بہت احتیاط سے کرونگا۔ اور باہمی اخوان میں رشتہ محبت کے قائم کرنے میں سعی کرونگا۔

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر مہتمم پرنٹر پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

اخبار دارالامان

حضرت خلیفۃ المسیح

ایدہ الرحمٰن کی صحت میں روز افزوں ترقی ہے۔ آپ کی صحت کے حالات کے متعلق آپ کے معالج ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے رپورٹ لکھوالی گئی ہے جو کہ درج ذیل کیجاتی ہے۔ دیکھو قرآن شریف کے ساتھ اس قدر محبت ہے کہ باوجود اس قدر ضعف اور نقاہت کے مخدوم محمد صدیق سے پوچھنے لگے کہ آپ قرآن شریف کس سے پڑھا کرتے ہیں۔ اُنھوں نے عرض کی کہ حافظ روشن علی صاحب سے پڑھا کرتا تھا۔ مگر وہ تو گوجرہ مباحثہ کے واسطے گئے ہیں۔ فرمایا آؤ میں تمھیں پڑھاتا ہوں۔ مخدوم قرآن شریف لائے چند آیات کی تفسیر حضور نے کی۔ ایسا ہی پھر دوسرے دن بھی ہُوا۔ یہ تفسیر انشاء اللہ اگلے اخبار کے ضمیمہ میں شائع کیجاویگی۔

ان ایام میں خدام کے خطوط عیادت کے کثرت سے آرہے ہیں فرمایا "میں ان سب کے واسطے دعا کرتا ہوں۔ جو عیادت کا خط لکھتے ہیں عشاق عجیب عجیب پیرایوں میں اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں میں ان میں سے چند خطوط کا اقتباس بطور نمونہ درج ذیل کرتا ہوں۔

حکیم محمد حسین صاحب قریشی لکھتے ہیں "میں نے تو ایک روز جناب باری میں عرض کی تھی کہ اے مولا حضرت نوح کی زندگی کی ضرورتیں تو مختص المقام تھیں اور اب تو ضرورتیں جو پیش ہیں ان کو بس تو ہی جانتا ہے۔ ہماری عرض قبول کر اور ہمارے امام کو نوح کی سی عمر عطا کر۔" عزیز یوسف علی راولپنڈی سے لکھتے ہیں اے اللہ ہمارے حکیم کو صحت کلی دے۔ مجھ جیسے کئی بیمار ہنوز اچھے نہیں ہوئے ہیں"۔ برادر محمد حسن صاحب پنجابی مدراس سے لکھتے ہیں "حضرت صاحب کے رو بصحت ہونے کی خبر پڑھ کر مجھے اس قدر خوشی ہوئی جس کا اندازہ میرا مولا کریم رحیم خدا ہی جانتا ہے۔" شیخ محمد حسین صاحب نے لائل پور سے لکھا کہ میں نے دعا کی کہ حضرت صاحب کی بیماری مجھ کو آجائے۔ (ایسی دعا ناجائز ہے۔ خدا قادر ہے کہ ہر دو کو شفا میں رکھے تو پھر ایسی ناجائز دعا کیوں کیجائے۔ ایڈیٹر) ایسا ہی سید ارادت حسین صاحب اوڈین سے لکھتے ہیں میں نے دعا کی کہ میری عمر کے دو سال کم ہو کر حضرت صاحب کو مل جائیں۔

بہت سے دوستوں نے مبشر خوابیں حضرت صاحب کی صحت یابی کے متعلق باہر سے بھی لکھی ہیں۔ مثلاً چودھری عبداللہ خان صاحب نمبردار۔ ہمشیرہ فتح محمد صاحب نمبردار ملہمہ شیخ محمد جان صاحب۔

بابو غلام حسن صاحب بہاولپور بہت سے دوستوں نے حضرت کے نام پر روپے کے واسطے صدقہ و خیرات بھیجا ہے۔ اور قربانی کرائی ہے۔ جیسا کہ بابو عبدالحمید صاحب لاہور۔ سید عابد حسین صاحب بھجوایا وغیرہ۔

" حضرت مفتی صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

حضرت اقدس کی طبیعت اللہ کے فضل سے اچھی ہے۔ زخم بھر رہا ہے ہڈی کا کنارہ ایک طرف سے چاول کی برابر برہنہ رہگیا ہے۔ باقی سب پر انگور آگیا ہے دو روز سے ماشاء اللہ رات کو خوب نیند آجاتی ہے۔ تلوے کی جلن کی شکایت اب نہیں۔ البتہ مُنہ میں پانی آنے کی شکایت ہے۔ طاقت اللہ کے فضل سے رو بہ ترقی ہے۔ والسلام دعا کا طالب

بشارت احمد عفی اللہ عنہ

عاشقان بدر

برادر **الٰہی بخش** صاحب سوداگر کلکتہ سے لکھتے ہیں اخبار بدر برابر پہنچتا ہے اور جس وقت آتا ہے دارالامان کا نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ خدا آپ کو اس محنت کے لئے جزائے خیر دے۔

چودھری **عبداللہ خان** صاحب نمبردار بہاولپور سے لکھتے ہیں۔ آپ کا اخبار مجھے بہت پیارا ہے سب اخباروں میں پسندیدہ ہے سید **عابد** حسین صاحب تحصیلدار بکھوا ہا لکھتے ہیں میں جناب کو بقسم کہتا ہوں کہ اس وقت تک جسقدر اخبار میری نظر سے گذرتے ہیں ان سب میں پیارا مجھے بدر ہے

روزانہ کارڈ

جو صاحب چاہتے ہیں کہ ان کو روزانہ کارڈ لکھا جاوے انھیں لازم ہے کہ جتنے دن کارڈ چاہتے ہیں اُتنے کارڈ (سرکاری ہوں اپنے بنائے ہوئے نہوں) خرید کر اور اُن پر پتے لکھ کر ہمیں بھیج دیں اور ساتھ آٹھ آنہ ماہوار کے حساب سے اُجرت لکھائی بھیجدیں۔

روزانہ کارڈ کے عاشق

برادر عالمگیر کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ روزانہ کارڈ لکھا کریں خواہ ایک آنہ روزانہ لکھائی کا خرچ ہو۔ میں تو ایسے عاشقوں کا قائل ہوں۔ پیارے عالمگیر خدا تجھے عالمگیر بنائے تیری محبت مجھے ایسی پسند آئی کہ نہ تجھے کارڈ بھیجنے کی ضرورت کا اور نہ ان کی اُجرت (ایڈیٹر)

ضرورت ملازمت

ہمارے ایک عزیز لاہور انجینئرنگ اسکول کے پاس یافتہ آجکل فارغ اور ملازمت کی تلاش میں ہیں۔ اگر کوئی صاحب اس میں امداد دیکر مشکور فرما سکتے ہیں۔

ارشاد الامیر

گناہوں سے کس طرح بچ سکتے ہیں

فرمایا استغفار سے۔ اگر گناہ سے نہ بچ سکے تو لاحول بہت پڑھے پڑھے جائے تھکے نہیں۔ لا ملجأ و لا منجأ منک الا الیک۔ خدا سے پناہ خدا ہی دیوے تو بات بنتی ہے۔ طاعون کا کیڑا اتنا باریک ہوتا ہے۔ پھر کس قدر بڑھتا ہے۔ وہی بچائے تو بچائے۔

استغفار اور لاحول سے بھی گناہوں سے نہ بچ سکے تو ہمت نہ ہارے استغفار اور لاحول اور دعا کئے جاوے۔ استقامت کرے۔ گھبراوے نہیں شیخ محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ ایک شخص پر مجھے بہت حسن ظن تھا۔ لوگوں نے کہا شراب پیتا ہے۔ میں نے نہ مانا۔ ایک دن وہ شراب پی رہا تھا کسی نے آکر خبر کی۔ میں نے کہا ہمیں دکھلاؤ۔ میں اُس کے مکان پر گیا۔ نوکر نے اندر خبر کی۔ کہا کہ عرض کر دو کہ اسوقت میں مل نہیں سکتا میں نے کہا ہم نے ملنا ہے کہا کہدو کہ شراب پی رہا ہے میں نے کہا کچھ بھی ہو ہم نے ملنا ہے۔ غرض اندر گیا تو دیکھا کہ جام شراب مُنہ سے لگا ہے۔ مگر دیکھا کہ ہر گھونٹ کے بعد سچی توبہ دل سے نکلتی ہے۔ اور اُس توبہ کے ساتھ ایک نور اُترتا معلوم ہوتا ہے۔ غرض صاحب ہمت گھبراتا نہیں وہ توبہ کئے جاتا ہے کوشش کئے جاتا ہے۔

عشق کا لفظ قرآن اور حدیث میں نہیں۔ ایک حدیث صوفیوں نے لکھی ہے۔ مگر وہ کسی صوفی کا اپنا لفظ ہے۔

عشق کا لفظ اچھے معنی نہیں رکھتا غیر اللہ سے حب کو کہتے ہیں۔ یہ کسی اعمال کی سزا ہوتی ہے۔ شرک ہوتا ہے۔ بھیرہ میں ایک لڑکا کسی عورت پر عاشق ہوگیا اخیر میں جنون ہوگیا۔ لوگوں نے کہا کہ خدا کے لئے اس لڑکی کو اُسے دکھادو۔ دیکھ کر کہنے لگا میں نہیں جانتا یہ کون چڑیل ہے۔ لوگوں نے کہا یہ فلانی ہے۔ کہنے لگا ہرگز نہیں۔ اسکی ناک ایسی آنکھ ایسی۔ وغیرہ وغیرہ۔ نہ مانا۔ خیر میں نے علاج کیا اچھا ہوگیا۔ میں نے پوچھا تو نے اُسوقت نہ پہچانا۔ کہنے لگا خیال میں تصور باندھتے باندھتے کچھ اور کی اور ہی بن گئی تھی۔ یہ کسی بداعمالی کی شامت کا نتیجہ ہوتا ہے اور شرک ہوتا ہے۔

انسان مختار ہے یا مجبور ہے اس بحث میں پڑنا احمق پن ہے قرآن اور حدیث میں یہ لفظ آیا ہی نہیں۔

ضرورت نکاح

ہمارے ایک معزز۔ شریف۔ آسودہ حال نوجوان دوست شرعی ضروریات کے سبب دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر ہوگی۔

الفاظ نبی و مجدد کا استعمال

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت مین ایک شخص نے ان الفاظ کی تحقیقات کے متعلق خط لکھا تھا جس کے جواب مین حضرت صاحب کے حکم سے ہمارے معزز سید محمد سرور شاہ صاحب نے ایک لطیف جواب لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔ اڈیٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم بھی تو یہی مانتے ہین کہ نبوت حضرۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اور آپ نبوت کے کمال معراج تک کامل طور پر پہونچے اور ہر قسم کے کمالات آپ کی ذات مبارک پر ختم ہو گئے کوئی آپ کی برابری کا دم نہین مار سکتا۔

خاتم النبیین کے لفظ سے لوگون کو بڑی ٹھوکر لگی ہے۔ آیۃ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آپ خوب غور کرین اور دیکھین کہ اگر خاتم النبیین کے صحیح معنے یہ ہین کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ بند کر دیا گیا تو اس آیۃ مین اس جملے کے فرمانے کا موقعہ اور محل کیا تھا؟ خاتم النبیین سے بالاتفاق اعزاز مقصود ہے مگر کیا آپنے کبھی سوچا ہے کہ کسی سلسلۂ انعامات کے محض اخیر پر آنے مین کونسا اعزاز ہے؟ انبیاء علیہم السلام کے مختلف مدارج ہؤا کرتے ہین پھر ان کی دو قسمین ہین ایک تو وہ جو نئی شریعتین لائے۔ اور دوم وہ جو صاحب شریعت نبیون کے مددگار تھے یا جنھون نے موجودہ شریعتون کی تائید اور تجدید کی۔ مثلاً حضرۃ موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے۔ ہارون علیہ السلام آپ کے تابع اور مددگار تھے۔ خود صاحب شریعت نہ تھے اسی طرح حضرات موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان سینکڑون نبی محض موسوی شریعت کی تجدید کے لئے آئے۔ اس قسم کے انبیاء کا یہ منصب ہوا کرتا ہے کہ امتداد زمانہ کے بعد وقتاً فوقتاً جو جو غلطیان اور آمیزشین دین الٰہی مین داخل ہو جاتی ہین۔ ان کو اپنے اپنے زمانے مین الگ کر کے خالص دین آلہی کو پھر قائم کرتے رہین امت مرحومہ محمدیہ بھی ایسے فتنون سے محفوظ نہین اس لئے اللہ جل شانہ کا وعدہ ہے کہ اس امت مین بھی وقتاً فوقتاً برگزیدہ بندے پیدا ہوتے رہین گے۔ جو ایسے فتنون کا استیصال کیا کرین گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ انا لہ لحافظون۔ چودہوین صدی مین یہ منصب ہمارے اعتقاد مین حضرت مرزا صاحب کو عطا ہوا ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپکے تابع فرمان بندون مین سے بعض کا منصب نبوت کو پا لینا میرے خیال مین اہل اسلام کے لئے باعث فخر ہے۔ مقام اعتراض نہین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری اور کامل شریعت دنیا مین لائے جیسے آپ سے پیشتر ایک جماعت انبیاء کی آپ کے لئے رستہ صاف کرتی آئی۔ اسیطرح اگر آپکے بعد بھی آپ کے ماتحت آپ کی شریعت مبارک کی خادم ایک جماعت پیدا ہو تو کیا ہرج ہے۔ شمس و قمر کی تمثیلات حضرت حق سبحانہ نے قرآن کریم مین کثرت سے دی ہین چاند بذات خود روشن نہیں بلکہ سورج سے روشنی پاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک وہ شمس تھی جس سے سب انبیاء سابق کو نور ملا اور اب آپکے بعد بھی آپ کی کامل متابعت سے نور ملتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندون مین سے جسے چاہے چُن لے خاتم النبیین کا منصب آپکے متبع مین نبوت کے ظہور کا منافی نہین۔

لفظ نبی کے معنے اپنے مصدرون کے لحاظ سے دو ہین۔ اوّل اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا۔ دوم عالی رتبہ شخص۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے۔ اور غیب کی خبرون پر مطلع کرے وہ نبی ہے اس رنگ مین میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گزرے ہین۔

ڈاکٹر عبد الحکیم نے جو لکھا ہے کہ اس قسم کا اجتماع کسوف خسوف جسے حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصدیق مین پیش کیا ہے۔ زمانہ سابق مین جھوٹے مہدیون کے وقت مین بھی ہوتا رہا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء اور سنہ ۱۳۱۲ھ سے پیشتر اس قسم کا اجتماع سنہ ہجری سے لے کر آج تک کبھی نہین ہؤا کہ ماہ رمضان مبارک کی تیرہوین رات کو چاند گرہن ہو اور اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن ہو۔ اس امر کا ثبوت کہ ایسا اجتماع پیشتر ہؤا ہے ڈاکٹر عبد الحکیم کے ذمہ ہے۔ مگر وہ کوئی ثبوت علمی یا تاریخی ہرگز نہین پیش کر سکتے وہ جانتے تھے کہ عوام الناس مین تحقیق کا مادہ نہین۔ جو کچھ لکھدون لوگ اسے بلاچون وچرا مان لین گے اس واسطے جو کچھ ان کے دل مین آتا ہے۔ لکھدیتے ہین۔ ہماری جماعت کے ایک شخص نے ڈاکٹر عبد الحکیم کو اخباری چیلنج دیا تھا کہ کوئی تاریخی ثبوت ایسے اجتماع کسوف خسوف کا پیش کرو اور ایسے ثبوت کے پیش کرنے پر ۱۰۰ روپیہ انعام کا وعدہ بھی دیا تھا۔ ملاحظہ ہو اخبار الحکم مورخہ سنہ ۱۹۰۸ء ڈاکٹر صاحب نے آج تک اس کا کوئی جواب نہین دیا۔

اگر حضرت مجدد الف ثانی نے یہ لکھا ہے۔ کہ معہودہ کسوف وخسوف خلاف عادت زمان اور خلاف حساب منجمان ہونا چاہیئے تو اس سے لازم نہین آتا کہ فی الواقعہ ہو بھی یہی قبل از وقوع پیشگوئیون کے سمجھنے مین مشکلات ہو جایا کرتی ہین۔ بھلا کوئی غور تو کرے کہ اوّل شب کا چاند اور اس مین گرہن کون دیکھیگا اور اوّل شب کے چاند کو عرب قمر بھی کہتے ہین کہ نہین اور اگر عبد الحکیم کی بلا ثبوت اور احمقانہ بات کو کوئی سوچے تو ہنسی آتی ہے کہ اگر یہ نشان جھوٹون مین بھی پایا جاتا ہے۔ تو پھر نشان کیسا ہؤا حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابون مین اس بات کو خوب صاف کر دیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی سے یہی مقصود تھا کہ چاند گرہن ماہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو ہو اور سورج گرہن اسی مہینے کی ۲۸ تاریخ کو اور اس تفصیل کو متقدمین نے بھی مانا ہے۔

اسمین شک نہین کہ یہ اجتماع کسوف خسوف حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت تھا۔ مگر اس کے علاوہ مرزا صاحب کی سوانح عمری آپکے اخلاق آپ کی تعلیم حالت زمانہ آپکا کام (حمایت اسلام رد مذاہب مخالفت و تزکیہ جماعت) آپ کی کامیابی آپکے مباہلات اور آپ کی پیشگوئیان بھی قرآن کریم کی رو سے آپ کی صداقت کی شاہد ہین۔ مگر رستہ وہی پاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے جس حُسن ظن سے انسان اپنی اولاد کو پہچانتا ہے۔ کم از کم اسی قدر حسن ظن سے حضرت مرزا صاحب کے معاملہ کو آپ دیکھین۔ تو بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم کے یہی معنے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عیسائی تہذیب اور بیحیائی

مفصلہ ذیل مضمون ہمارے معزز و مکرم بدر کے پروپرائیٹر جناب میان معراج الدین عمر صاحب لاہوری نے لکھا ہے جو حضرت امیر المؤمنین کی عیادت کے لئے یہان تشریف لائے اس کے پڑھنے سے جہان آپ کی زبردست انشاء پردازی کا ثبوت ملتا ہو وہان یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسلامی حسن عقیدہ اور اخلاص کے ساتھ کسر صلیب کے لئے اپنے امام و مطاع کی روحانیت سے معمور ہو کر ایک خاص جوش رکھتے ہین جس امر کی طرف ایک علمی تمہید کے ساتھ قابل مضمون نگار نے توجہ دلائی ہے وہ تمام مہذب سوسائیٹیون کے لئے بمنزلہ روح رواں ہے، افسوس کہ بعض یورپی اس کسوٹی پر پورے نہین اتر سکتے اور حق

یہ ہے کہ اس قسم کی بدا ئیاں تہذیب و انسانیت کی سفید چادر پر بمنزلہ ایک داغ کے ہین اس داغ کے چھڑانے کے لئے ایک ترش لیمون کی ضرورت تھی جس کا احساس شاید فاضل نامہ نگار کی فطرتی شیرین زبانی نہونے دے

"ایڈیٹر"

جن حقوق اور خصوصیات کا اللہ تعالیٰ نے انسان کو وارث کیا ہے اون مین سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ مملوکات کا مالک ہوتا ہے اور سارا انتظام جو علوم اور فنون اور سیاست کے ذریعہ سے انسانی سوسائیٹی کے لئے کیا گیا ہے اس مین ان مملوکات کی حقدار کی رعایت رکھنا ایک جزو اعظم اور غرض اولی رکھی گئی ہے.

اور تمام اخلاقی مادے جو فطرت انسان مین ودیعت رکھے گئے ہین اور جس کے صحیح استعمال کے لئے خدا کے مامور بندگان دنیا مین وقتاً فوقتاً تشریف لاکر مذاہب قائم کرتے رہتے ہین - وہ سب انسانی مملوکات کی حفاظت اور حق دارون کی تحقق کی تعلیم سے مملو ہوتے ہین وہ امور جو ان حقوق کو پامال کرنے کا موجب ہوتے ہین وہ الٰہی ناراضگی کا موجب قرار دئے گئے ہین - اور سوسائیٹی کے شیرازہ کو توڑنیوالے اور قابل نفرت سمجھے گئے ہین مثلاً چوری - ڈاکہ - خیانت - ظلم - جھوٹ اور اسی قسم کی تمام برائیان اس لئے بری سمجھی جاتی ہین کہ وہ صحیح فطرت انسانی کے خلاف اور حقوق انسانی مین سخت خلل اندازی کا باعث ہین ان سب مین سب سے بڑی بدی زناکاری ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ارتکاب سے عموماً حقدارون کے حقوق تلف ہوجاتے ہین اور غیر مستحق لوگ اصلی حقدارون کے حقوق پر تصرف پاجاتے ہین کیونکہ جو اصول ایک مورث کے مملوکات کو بذریعہ وراثت نیچے کی طرف جائز طور پر پہونچانے کے لئے فطرت الٰہی مین مروج ہے وہ خونی رشتہ ہے یعنے مورث کے ساتھ جیسا کسی کا تعلق خونی ہوتا ہے اسی قدر حقداری کی مسافت کا وصل اسکو حاصل ہوتا ہے لیکن زناکاری مین نسل کو اپنے صاحب نسل سے چھین لیا جاتا ہے اور اس کا کوئی تعلق اوس سے نہین رہتا اور وہ غیرون کے ہاتھے ہتھ آجاتا ہے اس لئے سب سے بڑی حق تلفی کا باعث یہ زناکاری ہوتی ہے - اس بات کے ماننے سے انکار نہین ہوسکتا کہ تمام مذاہب نے زناکاری کو روکنے کو لئے اپنے اپنے رنگ مین تعلیم کی ہے لیکن سب سے بہتر اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم اسلام نے دی ہے - مگر موجودہ یسوعی لوگون کا عملدرآمد کچھ اس اصول سے بہت جدا نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل جس دین کو حضرت مسیح علیہ السلام نے دنیا مین پہنچایا تھا وہ وہی دین تھا جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا پر نازل کیا تھا اور چونکہ لوگون کی دینی حالت مین بہت کمزوریان واقعہ ہوگئی تھین اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام اس دین کی تجدید کے لئے بھیجا تھا لیکن عیسائیون نے اس سرچشمہ دین سے بغاوت کرکے اپنا ایک علیحدہ دین بنالیا اس لئے وہ نقطۂ اعتدال سے گر گئے اور عام اخلاقی جادہ پر بھی اون کا قدم قائم نہ رہ سکا اور اس میدان مین ان کی نظر ایسی کوتاہ ہوگئی کہ وہ حقیقی احساس ہی اون مین سے جاتا رہا اس برائی کو برا سمجھنے کا مادہ ان مین سے سلب ہوگیا - اگر غور سے دیکھا جاوے تو عورتون اور مردون کے فیما بین قدرت نے کچھ ایسی کشش رکھی ہوئی ہے کہ تھوڑے سے محرکات پیش آجانے سے اس کے ساتھ بیساختہ اظہار تعلقین آمادہ ہوجاتی ہین یہ کششین تو نہایت ضروری ہین کیونکہ ان دونون فریقون کے درمیان جو تعلقات اور معاہدات حقوق تزویج کے جائز طور پر قائم رکھنے کے لئے منعقد ہوتے ہین ان کے ذریعہ سے ایسے گران بوجھ ایک دوسرے پر پڑجاتا ہے کہ اگر ان کو کوئی بڑی زبردست کشش بلانے والی نہ ہو تو وہ کبھی اس تعلق مین داخل ہونا گوارا ہی نہ کرین اس کشش کی بداستعمالی ایک ایسا سوشل جرم ہے کہ جس سے بہت سارے جرائم پیدا ہوتے ہین.

مذہبون نے ان کششون سے ناجائز فائدہ اٹھانے اور ان کی بداستعمالی کو روکنے کے لئے مختلف زمانون مین علیٰ قدر استطاعت تعلیمین کی ہین لیکن مکمل اور خاتم ادیان (اسلام) نے اس تعلیم کو تمام شعبون مین مکمل کرکے دنیا مین پیش کیا - یہان تو تنظراً ٹھاکر کسی خاتون کو دیکھنا تک ممنوع ہے اور ادہر ہمارے مسیحی دوست ہین کہ وہ نوجوان جمیلہ و حسینہ عورتون کو مجلسون مین بالکل برہنہ کھڑے کرکے اون کی ایک ہی وقت مین کئی کئی مصور ہاتھون سے تصویرین بناتے ہین اور جب اس پر اعتراض کیا جاتا ہے تو معترض سے تمسخر اڑاتے ہین - چنانچہ اسی طرح ملک یورپ و آسٹریلیا مین اکثر نوجوان عورتون کی تصویرین لی جاتی ہین حال مین ایک حسین نوجوان عورت کی ننگی تصویر لینے کی خبر ہمارے ایک معزز بھائی ایچ موسیٰ احمدی متوطن آسٹریلیا کو ملی انہون نے اخبار سیریر ڈیلی ٹروتھ مین ایک مضمون اس قبیح رسم کی مذمت مین لکھا اور یہ سمجھایا کہ حقیقی تہذیب سے یہ فعل بہت گرا ہوا ہے اور اسلام اس کو پسند نہین کرتا اس کے جواب مین عیسائیون کی طرف سے یہ لکھا گیا کہ مسٹر ایچ موسیٰ احمدی کے نزدیک عورتون کی عصمت اور پاکدامنی اور اخلاق مردہ بھیڑون کی اون سے بنے ہوئے کپڑون پر منحصر ہے - اگر ہم عورتون کی ننگی تصویرین اس طرح حاصل نہ کرتے تو یہ اعلیٰ درجہ کے ننگے بت ہم کو کہان سے نصیب ہوتے اور یہ تاریک خیالات پرانے تاریک زمانہ کے ہین - وغیرہ وغیرہ.

پھر جب ایک نوجوان عورت کی تصویرین لی گئین اون کو معلوم ہوئی اور اوس کو پوچھا گیا کہ نہین کچھ شرم و حیا تو اس طرح ننگے ہونے سے محسوس نہین ہوتا تھا اس نے کہا مین تو اس کام کے لئے عرصہ سے خاص طور پر ورزش کرتی رہی ہون اسی کے لئے مین نے بائیسکل کی اور گھوڑے اور موٹر کار کی سواری پر ورزش کی - چلنے - دوڑنے کھیلنے مین ورزش کی اور اس کام مین مجھ کو اس قدر آمدنی ہے کہ اگر مین کوئی دوسرا کام کرتی تو اوس مین مجھے اس سے پانچوان حصہ آمدنی بھی نصیب نہ ہوتی اور میرے خیال مین خوبصورت لڑکیون کے لئے اس سے بہتر آمدنی والا کوئی اور روزگار نہین.

یہ ہے عیسائی تہذیب کا اصلی فوٹو - ناظرین اس سے غور کرسکتے ہین کہ جو امور یوروپ کے ممالک مین زناکاری کی اوس کثرت کا نقشہ دکھا رہے ہین جو زمانہ سے پوشیدہ نہین اس کے محرک یہی اسباب ہین اور اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ اس کے ذمہ وار مذہبی لوگ ہین جن کے ہاتھ مین تہذیب مذہبی کی باگ ہے.

مَیں کتنی کتابوں کا مصنف ہوں

میری بعض کتابوں کے ٹائیٹل پیج پر لکھ دیا گیا ہے "تیس کتابوں کا مصنف" اسپر بعض مخالفین نے اعتراض کیا ہے اور احباب بھی بوجہ علم نہونے کے ان کا جواب نہ دے سکے - اس لئے میں اپنی تصنیفات و تالیفات کی فہرست دیتا ہوں - ان میں سے کئی کتابوں کے مسودے میرے پاس پڑے ہیں - اور بعض زیر طبع ہیں - اور کئی چھپ چکی ہیں - (الحکم آف گولیکی)

۱- پنج گنج چار قل عم بتیساؤں کا پنجابی منظوم ترجمہ	(۱۷) مختصر وقایہ کی اردو شرح
	(۱۸) مختصر معانی کی اردو شرح
(۲) سلیمان بلقیس	(۱۹) تحفہ اکمل
(۳) اردو خطوکتابت	(۲۰)
(۴) قصص القرآن حصہ اول	(۲۱) خلق محمدی نبی کریم کے اخلاق
(ب) منظوم حصہ دوم	(۲۲) انجام عیاشی
(۵) سخن خوب - مجموعہ حکایات نتیجہ خیز	(۲۳) عقائد احمدیہ
(۶) سورہ الرحمٰن کی پنجابی منظوم تفسیر	(۲۴) سنت احمدیہ
(۷) ناول انقلاب	(۲۵) قرآن کریم کی دعائیں -
(۸) ناول فطرت	(۲۶) شہادۃ الفرقان
(۹) تفسیر یٰسین اردو نظم	(۲۷) ظہور المسیح
(۱۰) ترجمان الادب	(۲۸) ظہور المہدی
(۱۱) کافیہ کی اردو شرح	(۲۹) علم عروض کی کتاب
(۱۲) قصیدہ امالی کا منظوم ترجمہ	(۳۰) پنجابی عشاق کے صحیح حالات

[illegible] منظوم ترجمہ [illegible] کی کتاب (۱۶) سراجی کی شرح - [illegible] (۳۱) الاستخلاف (۳۲) چند احادیث

دین کو دُنیا پر مقدّم کرو

حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ احمدیہ نے ایک واجب التعمیل نصیحت جماعت احمدیہ کے ممبران کے واسطے رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع فرمائی ہے۔ جسے ضروری سمجھ کر درج اخبار کیا جاتا ہے۔ مدرسہ احمدیہ تو میرے خیال میں دین اسلام احمدیہ کی بنی بنائی یونیورسٹی ہے جسکا انتظام اور نصاب صرف اس بات کو مدنظر رکھے ہُوئے ہے کہ مقدس دین اسلام دُنیا میں کس طرح پھیلے۔ قوم کو اس کی طرف توجہ نہایت ضروری ہے۔ (ایڈیٹر)

" اندنوں بدیوں کا جسقدر زور ہے اور مخالفین اسلام جو جو کارروائیاں اسلام کے نابود کر دینے کے لئے کر رہے ہیں وہ ظاہر ہی ہیں۔ کوئی وقت خالی نہیں جاتا کہ جس میں دشمنان اسلام اسلام پر حملہ نہ کر رہے ہوں۔ ایک تو مسیحیت کا غلبہ دوسرے آریہ مذہب کا جوش تیسرے فلسفہ اور سائینس کا چرچا۔ اور چوتھے مسلمانوں کی اپنے مذہب سے لاعلمی یہ ایسے روگ ہیں کہ جن کا علاج سوائے رحمت الٰہی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر مسلمان مذہب سے واقف ہوتے تو یہ بیرونی حملے چند دنوں میں ہی رائی کائی ہو جاتے۔ لیکن سب سے زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسلمان خود اپنے مذہب سے واقف نہیں کیونکہ جب اسلام جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہیں [illegible] تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر اس میں کسی قسم کا نقص کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر کہیں بھی دشمنان دین سے ہمکو شرمندگی اُٹھانی پڑے۔ (خدانخواستہ) تو یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے۔ نہ کہ اسلام کا اور دشمن بھی تبھی جوش سے حملہ کر رہا ہے۔ جب اُسے ہماری کمزوری کا یقین ہو گیا ہے۔

پس سب سے بڑا نقص جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ اُنھوں نے کلام اللہ اور کلام الرسول کو چھوڑ دیا۔ اور دیگر لغویات میں پڑ گئے۔ جس کی وجہ سے ان کے اعتقاد بگڑ گئے اور اعمال اور اقوال خراب ہو گئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود نے اس نقص کو دور کر دیا اور لاکھوں کی ایک جماعت قائم کی جو خدا کے فضل سے قرآن شریف سے سچا اخلاص رکھتے ہیں اور رسول اللہ کی بات بات پر قربان ہونے کے لئے طیار ہیں۔ وہ اسلام کے شیدائی اور سچائی کے فدائی ہیں۔ اور لوء ایمان بہت سے میدانوں میں ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

اِس جماعت کو صراط مستقیم پر ثابت کرنے کے لئے حضرت صاحب نے بہت سی تجاویز پر عمل کیا۔ اور ہر ایک تجویز اپنے رنگ میں ایسی مفید ثابت ہوئی کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ چنانچہ سب سے آخر میں آپ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ ہماری جماعت میں علماء کی بڑی ضرورت ہے جو کہ جماعت میں اسلام کے سچے اصولوں کی تعلیم دیں۔ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت سے خدا کے فضل و کرم سے بھٹکنے نہ دیں۔ ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جسکا مقصد دینیات کی تعلیم دینا تھا۔ اور آپ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند فرمایا کہ آپ کی یادگار کے طور پر اس مدرسہ کو بڑے پیمانہ پر قائم کیا جاوے اور اس میں ایسے علماء پیدا کرنے کی کوشش کیجاوے جو موجودہ ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے اچھی طرح سے قابل ہوں۔ چنانچہ اس مدرسہ کا نام مدرسہ احمدیہ رکھا گیا۔ اور اسوقت سے اس کے مفید اور کار آمد بنانے کی متواتر کوشش چلی آ رہی ہے۔ لیکن وہی منشاء جسے دور کرنے کے لئے اس مدرسہ کے قائم کرنے کی ضرورت پڑی تھی اس کے سد راہ ہوا۔ یعنی لوگوں کا دنیا کی طرف بڑھتا ہوا میلان۔ چنانچہ اب تک سوائے چند ایک طالبعلموں کے باقی کل کے کل وہی طالبعلم ہیں جنکو وظیفے کے زور سے اس مدرسہ میں داخل کیا گیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ باوجود حضرت اقدس کی یادگار ہونے کے اس مدرسہ کی طرف احباب نے بہت کم توجہ کی ہے۔ ورنہ چار لاکھ کی جماعت میں سے سو ڈیڑھ سو لڑکا اب نکل آنا کیا مشکل تھا۔ جو اپنے خرچ پر دین کے لئے تعلیم پاتا۔ قرآن شریف میں صریح حکم ہے کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر اور پھر فرمایا کہ وما کان المومنون لینفروا کافۃ ط فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ط پس بموجب ان آیات کے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے کہ جو اپنی زندگی کا ایک حصہ دین کے حاصل کرنے میں لگا دے اور پھر خواہ یہ لوگ تبلیغ دین پر ہی لگ جائیں اور خواہ دوسرے کام بھی کرتے رہیں اور تبلیغ دین میں بھی مشغول رہیں اور ہماری جماعت کا تو ایسے علماء کا گروہ پیدا کرنا فرض مقدم ہے کیونکہ اُنھوں نے بیعت کرتے وقت عہد کیا ہوا ہے کہ ہم دین کو دُنیا پر مقدم رکھینگے۔ اب ایک طرف دُنیا کی طرح طرح کی نعمتیں اور ترقیات کا سلسلہ نظر آتا ہے اور دوسری طرف یہ شان و شوکت نظر نہیں آتی۔ یہی موقعہ ہے کہ صادقوں کا صدق آزمایا جائے۔ اور متقیوں کے اتقاء کی آزمائش کیجائے۔ اور مُجھے یقین ہے کہ احباب ضرور اس کام کو پُورا کرتے رہینگے۔ جن لوگوں نے اپنے پیرائے کو چھوڑ کر اور طرح طرح کے دکھ اُٹھا کر بھی اس رستے کو نہیں چھوڑا اور صراط مستقیم پر قائم رہے اُنپر یہ گمان کب ہو سکتا ہے کہ وہ اس کار ثواب کو پورا کرنے میں قاصر رہینگے۔ اور اب تک جو کچھ سستی ہوئی ہے اس میں صرف احباب کا ہی قصور نہیں بلکہ مجھے ماننا پڑتا ہے کہ خود ہمارا بھی قصور ہے۔ کیونکہ جب لوگوں نے اس طرف توجہ نہیں کی تو ہمارا فرض تھا کہ ہم ان کو اس طرف متوجہ کرتے۔ اور اگر پھر بھی وہ متوجہ نہ ہوتے تو بیشک اُنپر الزام آتا۔ مگر گذشتہ را صلوٰۃ کے مقولہ پر عمل کرتے ہوئے میں احباب کو اس طرف توجہ دلانے کی جرأت کرتا ہوں کہ وہ نہ صرف مال سے بلکہ اولاد سے اس سلسلہ میں مدد دیں اور جنکو خدا نے دو یا تین لڑکے دئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں ایک لڑکا دیدیں جو مدرسہ احمدیہ میں تعلیم دینی حاصل کرے۔ اور خدا چاہے تو ہزاروں لاکھوں کو راہ ہدایت دکھلا کر اپنے اور اپنے والدین کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور اجر کا مستحق ٹھہرے۔ یاد رکھو کہ جو خدا تعالیٰ کے لئے ایک دانہ بھی خرچ کرتا ہے خدا تعالیٰ اُسے بڑھاتا ہے اور اتنا بڑھاتا ہے کہ کسیکو اس کی اُمید بھی نہیں ہوتی۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ اضعافاً کثیرا ط حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بیٹا قربان کرنے کا ارادہ کیا تھا اُنکو اس کے بدلہ میں اتنی اولاد کا وعدہ دیا گیا کہ آسمان کے ستاروں کی طرح جسکا شمار نہ ہو سکے۔ اسی طرح حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی زندگی خدا کی راہ میں قربان کر دینے کا ارادہ کیا تھا جسکے بدلہ میں اُنکو یہ رتبہ ملا کہ آپ کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہو کہ جس کی راہ میں مرنے والوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ بل احیاء و لکن لا تشعرون

پس یہ گمان مت کرو کہ تمھاری قربانیاں یا خدمتیں ضائع جائینگی۔ اس کے بدلہ میں جو تمھارے لئے انعام مقرر کیا ہے وہ یہ ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یہ مت سمجھو کہ عربی یا دینیات کی تعلیم میں دُنیاوی نفع نہیں رزق اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اسوقت تمام دنیا کی اصلاح کے لئے جس شخص کو خدا تعالیٰ نے چنا وہ انگریزی نہیں جانتا تھا نہ اس کا خلیفہ اس زبان سے واقف ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکمت یہ بھی تھی کہ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے انسان کی کوششوں سے کچھ

بھی نہیں ہو سکتا۔ قل للہ الحمد تاحمیدا۔

غرضیکہ زیبی کہ ہماری موجودہ حالت ایک علماء کے گروہ کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ اور یہ کہ حضرت صاحب کی خواہش تھی کہ ہم میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو دین سے بکلی واقف ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم بھی ہے کہ ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیے۔ یہ وقت خدمت کا ہے جو ثواب کمانا چاہے کما لے۔ ورنہ وہ دن آتے ہیں کہ جماعتیں کی جماعتیں دین میں داخل ہونگی اور ہزاروں نہیں لاکھوں اپنا مال و اسباب اپنی جان اور اپنی اولاد خدا کی راہ میں پیش کرینگے۔ لیکن آجکل کی خدمت کرنے والوں کی نسبت وہ درجہ میں بہت کم ہونگے۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ بہت جلد احباب اپنے لڑکوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے بھیجینگے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور مستحق ثواب ٹھہرینگے۔ جن احباب کو کوئی بات دریافت کرنی ہو وہ مجھ سے دریافت کر سکتے ہیں۔ (خاکسار مرزا محمود احمد)

رسید زر

(از ۵ نومبر ۱۹۱۰ء تا ۱۴ دسمبر ۱۹۱۰ء)

جناب عبداللہ صاحب (۲۴۳۶) عہ — جناب محمد شریف اللہ خانصاحب ۲۶۱۱ للعہ
جناب نظام الدین صاحب نمبر ۱۰۶۱ عہ — جناب کبیر الدین صاحب نمبر ۲۵۹۹ للعہ
جناب حاجی کریم بخش صاحب ۲۶۰۸ للعہ — جناب عبدالرحمن صاحب نمبر ۲۰۴۲ عہ
جناب عبدالرشید صاحب نمبر ۱۵۶ عہ — جناب محمد افضل صاحب نمبر ۲۴۶۵ عہ
جناب حسن موسیٰ صاحب اسٹریلیا نمبر ۱۱۴۹ سے — جناب محمد ظفر حسن صاحب نمبر ۲۳۶۳ للعہ
جناب فضل کریم صاحب نمبر ۱۲۸۹ صہ — جناب فضل احمد صاحب نمبر ۲۲۰۱ سے
جناب نواب خاں صاحب نمبر ۲۶۰۳ عہ — جناب علی احمد صاحب نمبر ۱۵۹۱ للعہ
جناب غلام علی صاحب نمبر ۲۶۲۴ سے — جناب احمد صاحب نمبر ۲۱۴۱ سے
جناب خلیفہ رشید الدین صاحب نمبر ۲۰۲ للعہ — جناب محمد سنگل خانصاحب نمبر ۶۴۰ سے
جناب رسول بیگ صاحب نمبر ۲۲۴۲ عہ — جناب عبدالصمد خانصاحب نمبر ۲۶۱۴ للعہ
جناب فرزند علی صاحب نمبر ۲۱۰۴ صہ — جناب اللہ دتا صاحب نمبر ۲۲۹۲ عہ
جناب نواب دین صاحب نمبر ۶۳۸ عہ — جناب عبدالرحمن صاحب نمبر ۲۸۱ للعہ
جناب کرم الدین صاحب نمبر ۱۵۱۴ للعہ — جناب محمد ابراہیم صاحب نمبر ۷۹۵ عہ
جناب گلاب الدین صاحب نمبر ۷۳۵ ۲ — جناب نبی بخش صاحب نمبر ۹۱۴ للعہ
جناب یعقوب خانصاحب نمبر ۲۸۱۵ للعہ — جناب عنایت اللہ خانصاحب نمبر ۱۴۱۰ للعہ
جناب مرزا رحیم علی صاحب نمبر ۲۸۸ للعہ — جناب فضل الٰہی صاحب نمبر ۸۴۳ عہ
جناب محمد جان صاحب نمبر ۱۳۴۷ للعہ — جناب نواب خانصاحب نمبر ۱۴۴ للعہ
جناب غلام نبی صاحب نمبر ۳۰۱ للعہ — جناب میر احمد شاہ صاحب نمبر ۲۰۳ للعہ
جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب نمبر ۱۰۷ للعہ — جناب تاج الدین صاحب نمبر ۱۲۸ للعہ
جناب احمد الدین صاحب نمبر ۲۱۶۹ للعہ — جناب غلام حیدر صاحب نمبر ۱۴۳ للعہ

جناب خیر الدین صاحب نمبر ۷۴۳ للعہ — جناب فخر الدین صاحب نمبر ۶۲ للعہ
جناب قادر بخش صاحب نمبر ۱۲۱۷ للعہ — جناب محمد فاضل صاحب ۱۰۲۷ للعہ
جناب غلام محی الدین صاحب نمبر ۲۳ للعہ — جناب احمد الدین صاحب نمبر ۲۲۴۷ عہ
جناب فرمان علی صاحب نمبر ۳۵۸ عہ — جناب عبداللہ صاحب نمبر ۶۳ سے
جناب عبدالغنی محمد صالح صاحب ۱۲۱۶ سے — جناب عبدالرحیم صاحب نمبر ۹۵۳ سے
جناب پیر احمد شاہ صاحب نمبر ۲۱۲۴ عہ — جناب محبوب عالم صاحب نمبر ۱۸۶۳ عہ
جناب عبدالعزیز صاحب نمبر ۱۳۱۶ سے — جناب غلام مصطفیٰ صاحب نمبر ۱۵۸۰ للعہ
جناب ذوالفقار علیخانصاحب نمبر ۳۴۳۵ للعہ — جناب قاضی محبوب عالم صاحب نمبر ۴۲ للعہ
جناب اللہ بخش صاحب نمبر ۵۰۴ للعہ — جناب غلام رسول صاحب نمبر ۹۶۳ عہ
جناب فضل احمد صاحب نمبر ۱۲۴ عہ
جناب مفتی گلزار محمد صاحب نمبر ۳۸۱ عہ — جناب احمد شیر خاں نمبر ۴۷۳ عہ
جناب سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ ۷۸۶ دان للعہ — جناب اللہ دتا صاحب نمبر ۲۱۲۱ عہ
جناب شیخ رحمت اللہ صاحب نمبر ۹۰ للعہ — جناب سید محمد شاہ صاحب نمبر ۱۷۱ عہ
جناب محمد حسین شاہ صاحب نمبر ۵۰۳ للعہ — جناب محمد حسن صاحب نمبر ۱۹ للعہ
جناب محمد حسین خانصاحب نمبر ۲۱۴۳ للعہ — جناب محمد شفیع صاحب نمبر ۶۷۲ للعہ
جناب محمد حسین صاحب نمبر ۴۲۷ للعہ — جناب محمد حسین صاحب نمبر ۲۴۴۳ للعہ
جناب محمد ابراہیم صاحب نمبر ۱۴۱۲ للعہ — جناب برکت علی صاحب نمبر ۱۴۹۸ للعہ
جناب عنایت اللہ صاحب نمبر ۸۸۱ للعہ — جناب گلاب خانصاحب نمبر ۸۰۲ للعہ
جناب محبوب عالم صاحب نمبر ۵۵۹۵ للعہ — جناب عبدالرحمن صاحب نمبر ۹۵۱ للعہ
جناب محمد دین صاحب نمبر ۲۲۱۸ عہ — جناب محمد اکبر خانصاحب نمبر ۶۱۷ للعہ
جناب شیخ مولا بخش صاحب نمبر ۱۸۸۷ للعہ — جناب عبدالعزیز صاحب نمبر ۱۷۵۲ للعہ
جناب عمر الدین صاحب نمبر ۲۱۱۸ للعہ — جناب غلام قنبر صاحب نمبر ۲۰۹۰ للعہ
جناب طفیل احمد صاحب نمبر ۱۹۰ للعہ — جناب نیاز اللہ صاحب نمبر ۲۹۵ للعہ
جناب غلام حسن صاحب نمبر ۱۰۸ للعہ — جناب غلام رسول صاحب نمبر ۱۷۸۵ للعہ
جناب مظفر دین صاحب نمبر ۷۴۸ للعہ — جناب عبدالرحیم صاحب نمبر ۲۰ للعہ
جناب ملک محمد دین صاحب نمبر ۲۱۰۷ للعہ — جناب عمر الدین صاحب شملہ نمبر ۲۵۶ للعہ
جناب عبدالغنی خانصاحب نمبر ۱۷۹۰ للعہ — جناب دولت خانصاحب نمبر ۱۶۹۴ للعہ
جناب عبدالرحمن صاحب نمبر ۵۲۷ للعہ — جناب عزیز بخش صاحب نمبر ۴۵ للعہ
جناب نور احمد صاحب نمبر ۲۸۹ للعہ — جناب الٰہی بخش صاحب نمبر ۲۴۰۳ للعہ
جناب حبیب الرحمن صاحب نمبر ۳۹ للعہ — جناب محمد حیات صاحب نمبر ۹۲۳ للعہ
جناب محمد رمضان صاحب نمبر ۱۵۴۶ للعہ — جناب خواجہ کمال الدین صاحب نمبر ۱۰۹ للعہ
جناب محمد یوسف صاحب نمبر ۱۷۰ عہ — جناب عبدالستار صاحب نمبر ۵۹۷ عہ
جناب محمد حیات صاحب نمبر ۱۹۶۱ عہ — جناب مولوی عاشق الزمان صاحب نمبر ۱۴۱۹ عہ
جناب غلام نبی صاحب نمبر ۳۷۷ عہ — جناب کرم الٰہی صاحب نمبر ۱۹۳۵ عہ
جناب محمد حسین صاحب نمبر ۱۲۷۲ عہ — جناب غلام جبار صاحب نمبر ۲۵۲۷ عہ
جناب عبداللہ صاحب نمبر ۹۳۶ سے — جناب فضل محمد صاحب نمبر ۱۱۹۲ سے
جناب نور محمد صاحب نمبر ۲۲۳۴ سے — جناب ایم جلال الدین صاحب نمبر ۷۳۲ سے

جناب ولی محمد صاحب نمبر ۷۶۹ }
جناب مولا بخش صاحب نمبر ۲۲۵۹ } صہ — جناب سخاوت علی صاحب نمبر ۷۶۰ عہ
جناب رکن الدین صاحب نمبر ۱۷۴۱ عہ — جناب دلاور علی خانصاحب نمبر ۲۰۴۰ عہ
جناب محمد دین صاحب نمبر ۱۷۴۲ للعہ — جناب امیر علی شاہ صاحب نمبر ۱۴۱۷ للعہ
جناب مصری خانصاحب نمبر ۱۱۶۳ للعہ — جناب غلام محمد صاحب نمبر ۱۵۰۵ للعہ
جناب مظہر احمد صاحب نمبر ۱۵۵۹ للعہ — جناب فضل الٰہی صاحب نمبر ۱۶۴۰ للعہ
جناب مولا بخش صاحب نمبر ۲۹۴ للعہ — جناب بوٹے خانصاحب نمبر ۷۴۶ للعہ
جناب امیر الدین صاحب نمبر ۱۶۰۵ للعہ — جناب غلام محمد صاحب نمبر ۹۴۸ للعہ
جناب اللہ دیا صاحب نمبر ۱۹۰۷ للعہ — جناب جمال الدین صاحب نمبر ۵۲ للعہ
جناب غلام حسین صاحب نمبر ۱۵۲۴ للعہ — جناب خدا بخش صاحب نمبر ۷۰۴ للعہ
جناب نصر اللہ خانصاحب نمبر ۲۵۹۵ للعہ — جناب محمد حسین صاحب نمبر ۲۵۲۱ للعہ
جناب چودھری رحمت اللہ صاحب نمبر ۱۹۵۸ للعہ — جناب تاج الدین صاحب نمبر ۱۰۷۸۱ للعہ
جناب غلام محمد صاحب نمبر ۱۶۸۳ للعہ — جناب حاجی امیر الدین اسمٰعیل صاحبان نمبر ۶۸ للعہ
جناب محمد اسمٰعیل صاحب نمبر ۲۴۱۴ للعہ — جناب مشتاق حسین صاحب نمبر ۲۱۲۶ للعہ
جناب عبدالغفور صاحب نمبر ۲۴۰۹ عہ — جناب محمد عجب خانصاحب نمبر ۲۱۹۸ للعہ
جناب بدر الدین صاحب نمبر ۲۵۵۹ عہ — جناب شاہ محمد صاحب نمبر ۸۱۳ عہ
جناب شیر محمد صاحب نمبر ۲۶۰۰ للعہ — جناب شیخ الہ دین صاحب نمبر ۱۸۳۶ عہ
جناب غلام حسین صاحب نمبر ۴۶ للعہ — جناب خدا بخش صاحب نمبر ۱۴۰۴ للعہ
جناب محمد الدین صاحب نمبر ۵۸۶ عہ — جناب علی گوہر صاحب نمبر ۱۳۲۵ للعہ
جناب محمد بخش صاحب نمبر ۱۶ عہ — جناب خدا بخش صاحب نمبر ۵۹۷ عہ
جناب فضل الٰہی صاحب نمبر ۱۹۴ سے — جناب عبدالرحیم صاحب نمبر ۱۸۵۵ عہ
جناب عبیداللہ خانصاحب نمبر ۲۶۱۹ عہ — جناب عبدالعزیز صاحب نمبر ۱۳۲۴ للعہ
جناب اسمٰعیل آدم صاحب نمبر ۶۰ للعہ — جناب عبدالرحمن صاحب نمبر ۸۳۲ للعہ
جناب کرم علیخانصاحب نمبر ۱۴۰۰ للعہ — جناب شیخ محمد افضل صاحب نمبر ۹۱۶ للعہ
جناب اقبال علی صاحب نمبر ۱۴۸۳ للعہ — جناب غلام حیدر صاحب نمبر ۱۱۶۹ للعہ
جناب عبدالحق صاحب نمبر ۱۶۰۹ للعہ — جناب محمد یوسف صاحب نمبر ۲۰۶۶ للعہ
جناب محمد امین صاحب نمبر ۲۳۵۱ للعہ — جناب سلطان محمود صاحب نمبر ۲۴۰۳ للعہ
جناب عمر دین صاحب نمبر ۸۳۶ للعہ — جناب تاور خانصاحب نمبر ۸۲۸ سے
جناب محمد شریف صاحب نمبر ۱۳۷ للعہ — جناب محمد اسمٰعیل صاحب نمبر ۱۵۶۴ للعہ
جناب عبدالرحمن صاحب نمبر ۵۹۳ للعہ — جناب مستری فاضل بیگ صاحب نمبر ۱۴۵۷ للعہ
جناب محمد یوسف صاحب نمبر ۷۱۹ للعہ — جناب محمد موسیٰ رضا صاحب نمبر ۱۴۲۴ للعہ
جناب شمس الدین صاحب نمبر ۱۱۴۴ للعہ — جناب محمد حسین خانصاحب نمبر ۱۸۹۵ للعہ
جناب حکیم سراج الدین صاحب نمبر ۲۱۲۹ للعہ — جناب کرم داد صاحب نمبر ۳۲۹ للعہ
جناب احمد الدین صاحب نمبر ۹۲۶ للعہ — جناب احمد الدین صاحب نمبر ۲۱۵۳ للعہ
جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحبان نمبر ۲۱ للعہ — جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب نمبر ۲۶ للعہ
جناب محمد اشرف بیگ صاحب نمبر ۸۶۳ للعہ — جناب مولوی مبارک علی صاحب نمبر ۲۴۵۰ للعہ
جناب اللہ دتا صاحب نمبر ۵۹۸ للعہ — جناب غلام محی الدین صاحب نمبر ۲۳۵۳ للعہ
جناب کرم دین صاحب نمبر ۱۴۰ للعہ

کاش عبدالحکیم اب بھی سمجھے

عبدالحکیم - نادان عبدالحکیم جو آجکل ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء اور آتیناہ آیاتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطٰن فکان من الغٰوین کا شان نزول بن رہا ہے وہ اپنے ایک مضمون میں جو اس نے مختلف اخباروں میں چھپوایا ہے لکھتا ہے۔ " روحانی طور پر تمام مرزائی تطعام ہچکے کیونکہ وہ اپنے پیر یا خلیفہ یا کسی اور مرزائی کا کوئی خواب یا الہام نہیں پیش کر سکے جو میرے مقابلہ میں پورا ہوا ہو"

حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم اسے یا اس کی پیشینگوئیوں کو بوجہ اس کے کہ وہ دو بار جھوٹا ہو چکا ہے کوئی اہمیت نہیں دیتے اس جماعت پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور اس پاک گروہ کے بچے بھی سچے خواب دیکھتے ہیں اور کئی ایسے نیک بزرگ ہیں جو مکالمہ الٰہی سے مشرف ہیں۔ لیکن چونکہ ماموران الٰہی کے سوا دوسروں پر ضروری بلکہ بعض حالتوں میں مناسب بھی نہیں کہ وہ اپنے الہام وکشوف شائع کریں۔ اس لئے کبھی ان خوابوں اور الہاموں کا ذکر شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ ورنہ ایک سو سے زیادہ الہامات وکشوف و خوابیں حضرت امیر المومنین کے متعلق بیان کیجا سکتی ہیں۔ از انجملہ میں تین خط یہاں درج کرتا ہوں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ عبدالحکیم کی پیشینگوئیوں کی تردید تو ہمارے سلسلہ کے واجب التعظیم بزرگ السید محمد احسن صاحب امروہی اپنی وجدانی اور علمی رائے سے بھی کر چکے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے ۲۶ - نومبر کے خط میں مجھے لکھتے ہیں:

"اے پیارے فاضل اکمل یہ صدمہ قریب قریب ویسا ہی ہے جیسا کہ احد میں آنحضرت صلعم کو پہنچا تھا۔ چنانچہ بروز محمدی کو یہ حادثہ واقع نہیں ہوا تھا لہذا نائب بروز میں اس کا وقوع ضروری تھا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ بعینہ وہی رنگ ہوتا۔ کسی نہ کسی رنگ میں اس کا ہونا ضروری تھا۔ اور جیسا کہ شیطان نے اپنی وحی الا ان محمدا قد قتل کو لشکر میں پہنچا دیا تھا اسی طرح اس وقت کے شیطان نے خبر موت اکثر کے پاس پہنچا دی ہے۔ اور جس طرح آنحضرت صلعم اس کے بعد زندہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح بھی زندہ رہینگے۔" محمد احسن

امروہہ کی مہر کا عکس بھی دیا جاتا ہے۔

AMROHA
26 NO 10
8 PM
MORADABAD

پھر دیکھو میرے ایک اور دوست ہیں۔ وہ بھنگالہ میں رہتے ہیں۔ ان کا نام میاں محمد بخش ہے۔ وہ ۳۰ - نومبر کو رقمطراز ہیں۔
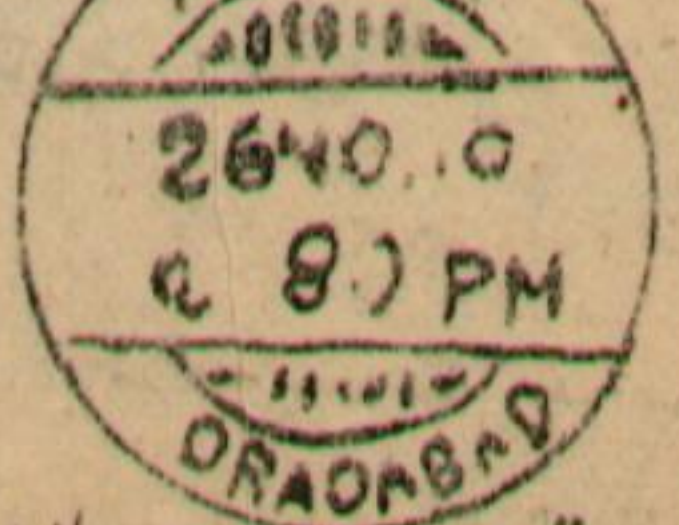
مکرمی و معظمی و محبی اخویم حضرت اکمل صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ محررہ ۲۷ - نومبر سنہ ۱۹۱۰ بعد نماز ظہر موصول ہوا۔ بوقت نماز عصر آپ کے حق میں اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی کے حق میں دعا کی گئی۔ اسی رات کو خواب میں آپکو اور حضرت خلیفۃ المسیح کو تندرست اور تقریر کرتے دیکھا اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے گھر لڑکا جس کا اسم مبارک نیاز علی یا نیاز احمد رکھا گیا انشاء اللہ العزیز۔ محمد بخش عفا اللہ عنہ

مورخہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۱۰ء

BHONGALA
B
30.10

(۳) پھر وہ اپنے ۹ - جنوری کے خط میں ۱۱ - جنوری کی پیشینگوئی کے متعلق یوں فرماتے ہیں۔ پرسوں کا الہام حیات نورالدین - خلیفۃ المسیح حیات۔ کل رات مجھکو ایک الہام انگریزی میں ہوا چونکہ میں انگریزی بالکل نہیں جانتا اسواسطے اس کے بہت سے لفظ بھول گئے۔ (محمد بخش احمدی عفا اللہ عنہ)

BHUNGALA
B
9 J

اور خود خلیفۃ المسیح کا خواب دو سانپوں کی ہلاکت کے متعلق شائع ہو چکا ہے اس کے علاوہ تم اپنے ہاتھ سے لکھے ہوے ایک خط میں لکھتے ہو کہ آپ والی پیشگوئی کی تصدیق مرزا کے ایک الہام سے بھی ہوتی ہے۔ دوبارہ زندگی منسوخ شدہ زندگی۔ گویا اس طرح اس مشہور خواب کے ساتھ جسکے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑی سے گرے یہ الہام بھی پورا ہوا جو اڑھائی سال قبل اس واقعہ کے شائع ہو چکا ہے۔ یہ پیشینگوئی اس صراحت سے پوری ہوئی کہ خود ہمارے ایسے دشمن کو بھی اقرار ہے کیونکہ انکار کی گنجایش نہیں بس اب تم بتاؤ کہ یہ کس منہ سے کہتے ہو کہ میرے مقابلہ پر کسی مرزائی کا خواب یا الہام پورا نہوا۔ کیونکہ خود مرزائیوں یعنی احمدیوں کے سردار کا الہام پورا ہوا جس کی صحت کا تمہیں بھی اقرار ہے۔ گھوڑی سے گرنے کی خبر سنکر ایک شیطانی آواز آئی ہے ۱۱ - جنوری تک فوت ہو جا لیکن ہزار ہا رحمتیں اور درود ہوں ہمارے پیارے مرزا پر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہ وہ اپنی وحی پہلے شائع کر چکا ہے کہ دوبارہ زندگی اور یہ الہام اس صفائی سے پورا ہوتا ہے کہ دشمن کو اقرار کرنے پر مجبور ہے اور تم تو اپنی پیشینگوئی کے جھوٹا نکلنے کے خود منہ ہو چنانچہ تمہارے یہ الفاظ ہیں "میں خواہ جھوٹا ہی ثابت ہو گیا ہی" پھر ایک اور بات بھی آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ محض الہام کا دعویٰ کسی کے صادق ومنجانب اللہ ہونے کی دلیل نہیں بلکہ ضرور ہے کہ اس الہام کی تصدیق قرآن شریف سے ہو اور وہ کلام قرآن مجید سے مخالف و معارض نہو دوم وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ نفس بخوبی ہو چکا ہو۔ یعنی بے علم و بدعمل بلیے عن اللسان نہو اور وہ ان تینوں کی جماعت میں داخل ہو جو بکلی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئے ہیں۔ سوم جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے خدا کے متواتر افعال اسپر گواہی دیں۔ یعنی اس قدر اس کی تائید میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقل سلیم اس بات کو ممتنع سمجھے کہ باوجود اس قدر نشانوں کے پھر بھی وہ خدا کا کلام نہیں۔

پس اے عبدالحکیم تم خدا کے لئے غور کرو کسی ایک آدھ بات کے پورا ہو جانے سے کوئی ملہم صادق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں الا من خطف الخطفۃ کا استثنا موجود ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس قدر غیب کی باتیں پوری صفائی سے اسپر ظاہر ہوں کہ کسی فہم سلیم و متقی و خدا ترس کو اس میں شک وشبہ نہ رہے۔ اس کی دنیاوی مثال سنئے۔ بعض وقت لاٹ صاحب کی کوٹھی پر جو بھنگی رہتے ہیں وہ ایسی بات سن لیتے ہیں جو خاص مقربوں اور انتظامی و سرکاری امور میں حصہ لینے والوں کو بھی نہیں معلوم ہوتیں اور آخرکار بعض اوقات وہ سچے نکل آتے ہیں۔ اور اکثر ڈینگیں مارنے ہوئے جھوٹے بھی نکلتے ہیں۔ اور غلط فہمیاں پھیلا کر امن میں مخل ہوتے ہیں تو آخر سزایاب بھی ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہم کسی ایک بات کی موزونیت سے کسی کو حسین نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً کسی کی آنکھ خوبصورت ہے اور باقی چہرہ بہت بھونڈا ہے اور وہ شخص کانا بھی ہے تو اب اسے خوبرو نہیں کہینگے۔ اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ " رخ بہ بیں وخد بہ بیں وقد بہ بیں ÷ از محاسن ہائے خوباں صد بہ بیں " سوائے عبدالحکیم! نادان عبدالحکیم!! جو اپنی ایک آنکھ سے دیکھتا ہے۔ ہم تو اس شہزادے کو اپنا دل دیا ہے جو مصداق ہے اس شعر کا ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

میں پوچھتا ہوں وہ کون تھا جسکے لئے ستارہ ذوالسنین ظاہر ہوا۔ وہ کون تھا جس کے دعوے کے زمانہ میں مخبر صادق علیہ السلام کی بہت پیشینگوئیاں پوری ہوئیں۔ اونٹنیاں بیکار ہو گئیں۔ بندوں میں میل جول ہو گیا وحشی مہذب بنائے گئے۔ پہاڑ چلائے گئے اڑائے گئے۔ دریا پاٹے گئے۔ وہ کون ہے جس کی مخالفت کی وجہ سے۔ جیسا کہ اسنے پہلے اطلاع دی تھی) طاعون آیا۔ اور ابھی تک نہیں گیا۔ اور اس نے احمدی اور غیر احمدی میں ایک خاص امتیاز رکھا۔ پھر وہ کون ہے جس کا حلیہ وہی حلیہ تھا جو نبی کریم صلعم نے اپنے مسیح موعود کا بتایا۔ اجلی الجبھۃ اقنی الانف۔ پھر وہ زرد چادروں والا نشان یعنی دو بیماریاں صرف کس کی ذات میں پورا ہوا۔ پھر کس کی دعا سے لیکھرام مرا اور آریوں پر حجت تمام ہوئی۔ کس کی دعا سے آتھم مرا اور عیسائیوں پر فتح نصیب ہوئی کس کی دعا سے ڈوئی امریکہ میں مرا اور نئی دنیا پر اسلام کی صداقت کا جھنڈا گڑا۔ کس کے مباہلوں نے اپنے اندرونی مخالفوں پر اپنی صداقت کا ثبوت پیش کیا۔ کس نے سکھوں کے گرو کا اسلام دنیا پر ظاہر کیا کس نے جلسہ مذاہب میں اپنی تقریر سے اسلام کا بول بالا کیا۔ کس نے بآواز بلند

* عبدالحکیم اپنے حق میں یہ لکھا کرتا ہے

کہا ہے کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے۔
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند؛ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اور مجھے بتاؤ کہ کس نے پر تحدی عربی کتب لکھ لکھ کر ان پر دس دس ہزار کے انعام شائع کئے۔ کہ فاتوا بکتاب مثلہ۔ اور اسطرح یہ کہتے ہوئے کرامت گرچہ بے نام ونشان است؛ بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ قرآن کے اعجاز کو از سر نو زندہ کیا۔ کس نے قرآن مجید کو ایک برہان کے طور پر مخلوقات عالم کے روبرو پیش کیا۔ اور کہا کہ جو دعویٰ کرو اس کی دلیل بھی اس کتاب سے دو۔ کس نے مسلمانوں کو از سر نو مسلمان بنا دیا۔ کس نے ہمارے ہاتھ ایک حجت نیرہ دیدی۔ کس نے کتاب وسنت کے تتبع اور اپنی علمی زندگی سے اسلام دکھانے والی ایک پاکیزہ جماعت قائم کی کون اس تاریکی میں جب اپنے بیگانہ میں امتیاز نہ تھا اور چاروں طرف سے دشمنوں کا نرغہ تھا چودھویں کا چاند بن کر چمکا۔

اے نادان سن اور کان کھول کر سن کہ وہ ایک ہی شخص تھا جس کا نام ہے **مرزا غلام احمدؐ قادیانی**

کون مرزا ہے

جو تیر بہ ہدف تھا خدا کی کمان میں ؛ بھیجا گیا مسیح محمدؐ کی شان میں

اور جس کے لئے میں اکثر پڑھا کرتا ہوں ؎

دیرینہ سال پیرے بردوش یہ یک نگاہ ہے
آں دل کہ الم نمودے از خوبرو جوانا ں

انصار بدر بابو محمد افضل صاحب والنو سے لکھتے ہیں کہ یہ میگ پرچہ بدر وقت پر شائع ہوتا ہے خاکسار کے دل کو بہت ہی بھاتا ہے اور میں آپکی اور آپ کے اسٹاف کی خدمت کا بدرجہ اولیٰ معترف اور شکر گذار ہوں۔ منشی عبدالکریم صاحب کے نام اخبار معہ ضمیمہ جاری کریں۔ ایسا ہی بابو فخر دین صاحب نے لاہور چھاونی سے دو نئے خریدار بھیجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

ضرورت ملازم ہمارے ایک عزیز کو جو ضلع لائلپور میں ملازم ہیں ایک ایسے استاد انٹرنس تک تعلیم یافتہ کی ضرورت ہے جو انکے پاس چند ماہ رہکر انھیں انگریزی پڑھاوے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء حضرت میر صاحب قبلہ کی اپیل پر جن احباب نے ضعفاء کے واسطے نقدی اور کپڑے ارسال کئے تھے ان کا شکریہ ۲۔ فروری کے اخبار میں چھاپا گیا تھا۔ مگر بسبب کمی گنجائش اور کاتب اور پروف ریڈر کی کم توجہی کے وہ نام بغیر القاب وآداب مناسب و ضروری چھپ گئے اس واسطے وہ تمام اسمائے گرامی بمعہ دیگر امداد کنندگان کے اس اخبار میں شکریہ کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

جناب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ جناب محمد حسین صاحب قریشی جناب عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر۔ جناب خدا بخش صاحب منصف پشاور۔ جناب انوار حسین خان صاحب شاہ آباد۔ جناب شیخ غلام حیدر صاحب انسپکٹر۔ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جناب مولوی فضل الدین صاحب کھاریاں۔ جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب انبالہ۔ جناب بابو فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ فیروزپور جناب نیاز محمد صاحب طالب علم بلس ناسک۔ جناب محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان۔ جناب مولوی عبدالماجد صاحب پروفیسر کالج بھاگلپور۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور۔ جناب حکیم صالح محمد صاحب سانگلہ۔ جناب سید عابد حسین صاحب تحصیلدار۔ محمد علی صاحب گوجرانوالہ اور قانونگو جھانسی۔ چودہری نواب علی صاحب تھملہ۔ جماعت کریام۔ منشی اسد اللہ صاحب تیجہ کلاں۔ جناب منشی احمد دین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ میاں غلام رسول صاحب سوگہ۔ خانزادہ امیر اللہ خان صاحب

رسید زر

جناب فضل کریم صاحب ۲۰۲۲ للعہ جناب امیر احمد صاحب ۹۰۲ للعہ
جناب سلطان ابراہیم صاحب ۱۴۱۶ للعہ جناب عبدالحکیم صاحب ۲۳۰۲ للعہ
جناب ناصر شاہ صاحب ۳۵ للعہ جناب محمد ابراہیم صاحب ۹۷ للعہ
جناب سیکرٹری صاحب بالمانہ ۵۹ للعہ جناب محمد صادق صاحب ۱۴۱۳ للعہ
جناب عبدالرزاق صاحب ۱۴۱ للعہ جناب عبدالوحید صاحب ۳۷ للعہ
جناب شاہ عبدالحی صاحب ۲۶ للعہ جناب عبدالرزاق صاحب ۱۶۷۷ للعہ
جناب اختر علی صاحب ۲۶۲ للعہ جناب محمد اسمٰعیل صاحب ۲۲۳ للعہ
جناب محمد رشید صاحب ۱۱۱ صہ جناب نور احمد صاحب ۴۶ للعہ
جناب وزیر محمد صاحب ۲۹ للعہ جناب شاہ محمد صاحب ۱۲۶۱ للعہ
جناب مولوی عبدالواحد صاحب ۶۷۷ للعہ جناب محمد دین صاحب ۳۱۷۶ للعہ

مورخہ ۱۶۔ دسمبر ۱۹۱۱ء

جناب فضل داد صاحب ۸۵ للعہ جناب قاضی عبدالماجد صاحب ۲۰۸۱ للعہ
جناب میاں امام الدین صاحب ۱۴۱ للعہ جناب عبدالمجید صاحب ۹۹۹ للعہ
جناب ایس۔ ایم یوسف صاحب ۳۵ للعہ جناب عنایت اللہ خان صاحب ۳۳ للعہ
جناب احمد علی صاحب ۴۹۳ للعہ جناب احمد علی صاحب ۴۲ للعہ
جناب شیر محمد صاحب ۱۴۶۸ للعہ جناب سیٹھ موسیٰ صاحب ۱۲ للعہ
جناب محمد دین صاحب ۲۱۴ للعہ جناب محمد علی صاحب ۱۷۵۴ للعہ
جناب غلام قادر صاحب ۲۰۲ للعہ جناب کریم بخش صاحب ۱۱۰۱ للعہ
جناب حسن محمد صاحب ۱۳۸ للعہ جناب نصر اللہ خان صاحب ۲۱۵۵ للعہ

جناب عبدالرشید صاحب ۱۹۷۳ للعہ جناب نور احمد صاحب بلیڈر ۲۱۷۰ للعہ
جناب احمد علی صاحب ۱۱۲۶ للعہ جناب ابو نصیر محمد خان صاحب ۳۰۳ للعہ
جناب نبی محمد صاحب ۱۹۴۵ للعہ جناب نور احمد صاحب ۱۷۵ للعہ
جناب نور بخش صاحب ۱۲۹ عہ جناب گل محمد صاحب ۱۸۳ عہ
جناب محمد حسین صاحب ۱۳۹ عہ جناب اللہ داد خان صاحب ۲۷۵ عہ
جناب مولا بخش صاحب ۱۴۱ للعہ جناب عبدالمنان صاحب ۶۰۳ عہ
جناب محمد عبداللہ صاحب عہ جناب عبدالغنی صاحب ۱۴۱۵ للعہ
جناب عبدالعزیز صاحب ۱۴۱۳ عہ جناب منظور الٰہی صاحب ۷۵۵ عہ
جناب مہرالدین صاحب ۳۱۱۳ عہ جناب محمد اروڑا صاحب ۴۰ للعہ
جناب محمد اکرم بیگ صاحب ۶۵ عہ جناب عبدالعظیم صاحب ۶۰۴ عہ
جناب رحیم الدین صاحب ۲۱ عہ جناب میر حسین صاحب ۱۵۴ عہ
جناب محمد بخش صاحب ۱۱۰۰ عہ جناب حاجی سید یوسف صاحب ۱۱۷۰ عہ
جناب احمد الدین صاحب ۱۲۴ عہ جناب عبدالرشید صاحب ۹۵ عہ
جناب سراج الدین صاحب ۱۴۰ عہ جناب خان محمد صاحب ۱۱۷۸ للعہ
جناب گوہر علی صاحب ۱۴۳ عہ جناب میراں بخش صاحب ۵۲ عہ
جناب عبدالرزاق صاحب ۸۵ عہ جناب شیخ محمد حسن صاحب ۱۵۴ للعہ

مورخہ ۱۷۔ دسمبر ۱۹۱۱ء

جناب عبدالولی صاحب ۱۵۱ للعہ جناب غلام رسول صاحب ۱۱۶۹ للعہ
جناب محمد شفیع صاحب ۳۴ للعہ جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب ۲۸۴ للعہ
جناب کریم بخش صاحب ۱۰۵۰ للعہ جناب الٰہی بخش صاحب ۱۱۱ للعہ
جناب مرزا عنایت اللہ صاحب للعہ جناب چودہری عبداللہ خان صاحب ۳۶۶ للعہ
جناب چودہری غلام حسن صاحب ۶۸ للعہ جناب عبدالغنی صاحب ۶۹ للعہ
جناب خادم علی صاحب ۱۲۵ للعہ جناب میاں عیسیٰ صاحب للعہ
جناب صالح محمد صاحب ۱۵۹ للعہ جناب سلطان احمد صاحب ۱۴۳ للعہ
جناب حکیم قاسم علی صاحب ۱۳۲ للعہ جناب محمد نصر اللہ خان صاحب ۱۶۸ للعہ
جناب محمد عثمان غنی صاحب ۲۶۵ للعہ جناب محمد امین صاحب ۱۹۵۰ للعہ
جناب ہاشم علی صاحب ۴۲ للعہ جناب احمد اللہ صاحب ۱۹۸ للعہ
جناب نبی بخش صاحب ۱۴۳۹ للعہ جناب عبدالحمید صاحب ۱۲۸ للعہ
جناب برکت علی صاحب ۱۰۱ عہ جناب غلام محمد صاحب ۱۷۵ عہ
جناب قادر بخش صاحب ۱۴۷ عہ جناب محمد امیر صاحب ۹۳۷ عہ
جناب قمر الدین صاحب ۲۰۵۱ عہ جناب محمد عبداللہ صاحب ۱۴۱۹ عہ
جناب سردار خان صاحب ۲۱۰۹ عہ جناب شریف اللہ صاحب ۲۵۴ عہ

مورخہ ۱۹۔ دسمبر ۱۹۱۱ء

جناب ظفر حسین صاحب ۱۱۵ للعہ جناب کمال کٹی صاحب ۲۵۸ للعہ
جناب غلام رسول صاحب ۱۱۱ للعہ جناب عمر الدین صاحب ۴۵ عہ
جناب سلطان علی صاحب ۱۲۹ عہ جناب امانت علی صاحب ۱۰۴۷ عہ
جناب پھول محمد صاحب ۹۵۶ عہ جناب سلطان جہان صاحب ۱۹۲۴ للعہ

۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء

جناب امام الدین صاحب ۲۴۰ للعہ — جناب بابو جلال الدین صاحب ۲۴۳۴ للعہ

جناب امام الدین صاحب ۲۰۳۵ سہ

مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۱۱ء

جناب نور الدین صاحب ۱۸۸۷ ۶ر — جناب شاہ سرن صاحب ۲۳۹۵ ۶ر

جناب محمد سراج خاں ۲۶۶۲ للعہ

مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۱۱ء

جناب عزیز بیگ صاحب ۱۸۹۸ ۶ر — جناب خوشی محمد صاحب ۲۳۵۸ عہ

جناب سوار خانصاحب ۲۱۵۲ ۹۲۵ عہ — جناب عبد الرحیم صاحب ۲۶۷۹ ۸ر

جناب نیاز محمد صاحب ۲۱۴۴ ۱۸۴۲ سے

مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء

جناب قاسم علی صاحب ۲۳۴۸ سے

۲۷ جنوری ۱۹۱۱ء

جناب صدر الدین صاحب ۳۴۷ للعہ

مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۱ء

جناب احمد حسین صاحب ۱۸۸۰ للعہ — جناب فضل کریم صاحب ۲۶۶۹ للعہ

یکم فروری ۱۹۱۱ء

جناب میاں محمد شریف صاحب ۲۶۶۷ ۶ر — جناب مرزا عبد الکریم صاحب ۲۲۵ عہ

مورخہ ۲ فروری ۱۹۱۱ء

جناب غلام رسول صاحب ۲۶۴۸ عہ

مورخہ ۳ فروری ۱۹۱۱ء

جناب قدرت اللہ صاحب ۸۱۰ سے

۴ فروری ۱۹۱۱ء

جناب عبد اللطیف خانصاحب ۱۱۸۰ للعہ

۳ فروری ۱۹۱۱ء

جناب محمد ابراہیم صاحب ۲۶۱۴۱ سے — جناب خدا بخش صاحب ۱۹۶۹ سے

جناب غلام نبی صاحب ۱۰۹۹ للعہ — جناب حکیم محمد زمان علی صاحب ۵۳۰ عہ

مورخہ ۶ فروری ۱۹۱۱ء

جناب مطیع صاحب ۳۶۷ سے — جناب عابد حسین صاحب ۲۶۹۳ ۶ر

جناب محمد سراج الدین صاحب للعہ

مورخہ ۸ فروری ۱۱

جناب ملک حسن محمد خانصاحب ۱۱۹۸ عہ

مورخہ ۹ فروری ۱۹۱۱ء

جناب قائم علی صاحب ۲۰۷۸ عہ

برادر قائم علی صاحب

مدرس مدرسہ عبد اللہ پور لکھتے ہیں کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کیواسطے دعاؤں میں مشغول ہوں اور حتی المقدور ان کے نام پر صدقہ و خیرات بھی کرتا ہوں دیگر احباب بھی ایسا کریں۔

الہ آباد کا جلسہ مذاہب اور ہماری شرکت

(از ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

(نمبر ۳)

(سلسلہ کے واسطے دیکھو اخبار نمبر ۱۴ مورخہ ۲ فروری ۱۹۱۱ء)

میں پیچھے ذکر کیا ہے کہ عمائد الہ آباد نے مسلم کلب کے ہال کو غیر کتفی سمجھ کر مولوی ولایت حسین صاحب کی خدمت میں مکان کے لئے عرض کیا اور انھوں نے مکان کی اجازت دی۔ اور لیکچر کے متعلق ضروری انتظام بھی فرمایا۔ شام کو ساڑھے ۶ بجے لیکچر تھا لیکن لوگوں نے چند بجے سے پہلے وہاں جوق جوق آنا شروع کردیا۔ اگرچہ پہلا اعلان تو مسلم کلب کے ہال کے متعلق تھا۔ لیکن لوگوں کے اشتیاق نے خود بخود اشتہار کا کام دیا۔ اور تبدیلی مکان نے کوئی برا اثر پیدا نہ کیا۔ کیونکہ آجکل سے ڈھائی تین گنا زیادہ آدمی تھے آج تعلیمیافتہ جماعت کے علاوہ دیگر اصحاب بھی تھے۔ مولوی ولایت حسین صاحب ہمیں ملے آئے اُن کو علم تھا کہ ہم احمدی ہیں وہ بہت کچھ گذشتہ لیکچروں کی بابت سُن چکے تھے۔ اور متاثر تھے۔ خلقت کے ہجوم نے زیادہ انتظار میں ہم کو نہ رکھا آج کے پریسیڈنٹ مسٹر ظہور اللہ صاحب بیرسٹرایٹ لا تھے۔ یہ بزرگ اعلےٰ پایہ کے انسان ہیں۔ لندن میں مسلم لیگ کے سکرٹری رہچکے ہیں۔ اُنکے ولایت سے رخصت ہوتے پر خاص جلسہ مسلمانان لندن نے کیا تھا جس میں جسٹس امیر علی صاحب نے آپ کے قومی جوش اور قابلیت کی نسبت تعریف کی تھی امسال جو مسلم لیگ الہ آباد میں تجویز ہوئی تھی اور بعد میں ناگپور ہوئی اس میں ریسپشن کمیٹی کے آپ سکرٹری تھے۔ آپ خواجہ صاحب کے گذشتہ لیکچر مسلم کلب میں کوئی نصف گھنٹے کے لئے موجود تھے چنانچہ معمولی شکریہ کے بعد پریسیڈنٹ صاحب نے خواجہ صاحب کے کل کے لیکچر کیطرف اشارہ کیا اور استعجاب ظاہر کیا کہ کیسی عمدہ اور بے نظیر تطبیق یہ لوگ علوم جدید اور سائنس کو قرآن کریم کے مطالب عالیہ سے دے سکتے ہیں۔ انھوں نے جماعت احمدیہ کی خدمات اور اُن کے خاص احسانوں کا جو عام مسلمانوں پر اس جماعت نے کئے ہیں اعتراف کیا اور خصوصاً اس خاص احسان کا ذکر کیا جو جماعت احمدیہ نے الہ آباد مذہبی کانفرنس میں حصہ لے کر اور اسلام کی تعلیم کو کل ادیان کی تعلیم پر غالب اور فائق کرکے کیا۔ پریسیڈنٹ کی تقریر میں ذیل کی بات خاص طور پر ذکر کرنے کے قابل ہے جو انھوں نے اپنے الفاظ میں بیان کی لیکن یہ عبارت قریب قریب اُن کی ہے۔ صاحبان میں اس کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتا۔ کہ یہی بزرگ ہمارے حقیقی طور پر ہادی اور مرشد ہیں۔ ہم سخت گمراہی میں ہیں ہم کو طرح طرح کے شکوک اپنے مذہب پر ہیں۔ ہماری تشفی ہمارے علماء نہیں کرتے۔ جو کچھ تھوڑے ہی وقت میں سُنا اور جو آج دیکھ چکا ہوں۔ یہی لوگ ہماری ہدایت کا انتظام کرینگے۔ میں علماء کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ہوش کریں نہیں تو ہم گئے گذرے ہیں۔ جس رنگ میں مذہب ہمارے سامنے پیش ہوتا رہا وہ ہماری تشفی کا کبھی موجب نہیں ہوا۔ لیکن اب ہمیں معلوم ہوا کہ ہم مذہب سے ناواقف تھے۔ اس لئے ہم علماء کو کہتے ہیں کہ ہمکو اگر بچانا ہے تو بچاؤ۔ ہماری تعلیم اور ہمارے مذاق کو دیکھ لو اور ہمیں مذہب کی صداقتیں اس رنگ میں سمجھاؤ جیسے انھوں نے سمجھائی ہیں۔ واللہ اگر ہم کچھ گذرے تو اس کے ذمہ دار آپ ہونگے۔ یہ دردناک الفاظ جو ایک صاف اور پاک دل کے جنٹلمین نے کہے ہمارے دو نیز نشتر کا کام کرگئے۔ فی الواقع انگریزی خوانوں کی یہی حالت ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ انگریزی خوانوں سے بہتر مذہب کے شیدا ہرگز ہرگز اور نہ ہونگے۔ بشرطیکہ اُن کے مذاق کو مدنظر رکھکر مذہب کو اُنکے سامنے پیش کیا جاوے۔ یہی مذہب جس پر آج انگریزی خواں ہنس رہے ہیں اگر اُن کے سامنے اُس حکیمانہ اصول پر پیش کیا جاوے جو حضرت اقدس مرزا صاحب نے ہم کو تبلیغ کیا تو پھر اس گروہ سے زیادہ خادم مذہب کا اور کوئی نہ ہوگا۔ مشکل تو یہ ہے کہ اُنکو اسلام چھوڑ اول مذہب سے ہی کوئی دلچسپی نہیں یہ تو اسلام سے ہی تعلق نہیں رکھتے تو اسلام کے ماتحت کسی فرقہ سے ان کو کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ یہ تو مذہب سے تعلق محض بہ لحاظ قومیت رکھتے ہیں اور نیشنلٹی کے خیال سے ان کے مُنہ سے لفظ اسلام نکلتا ہے اس لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ان میں مذہبی جذبہ پیدا کیا جاوے۔ اور میں تو ایمان رکھتا ہوں کہ سب گروہوں کو چھوڑ اگر ہم انگریزی خوانوں میں ایک مذہب کی محبت پیدا کردیں تو پھر احمدیت کے سوا اُن کی جائے پناہ اور کوئی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ وہ معقولیت اور دلائل کے بھوکے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے حضرت مغفور علیہ السلام نے ہمکو وہ خزانہ بخشا ہے کہ جو ختم نہیں ہو سکتا لیکن اسوقت تو وہ احمدیت کو ایک ڈھکوسلا سمجھے ہوئے ہیں وہ معجزات اور پیشگوئیوں پر ہنسی اور مذاق کرتے ہیں الہام کو تخیلات سے نسبت دیتے ہیں۔ ہاں مسیح کا فاتحہ وہ مدت سے پڑھ چکے ہیں۔ اس لئے ہم کو تبلیغ کے وقت

(باقی ضمیمہ میں ملاحظہ ہو جو اسی اخبار کے ساتھ شائع ہوا ہے اور جسکے صفحات اخبار کے ساتھ مسلسل ہی رکھے گئے ہیں کیونکہ سبکو جائیگا)

اُن کے متعصبات اور آراء کا ملحوظ بھی رکھنا قرین حزم اور احتیاط ہے اول اُن کو معقولیت کے رنگ میں اسلام دکھلایا جائے اُنکے آگے قرآن کریم کی اعلےٰ حکیمانہ تعلیم پیش کیجاوے۔ اُن کے خیالات اُن کے نصب العین اُن کی بلند پروازیاں سامنے رکھ کر قرآن پیش کیاجاوے اُنپر یہ ظاہر ہو کہ قرآن ہی حکمت اور فلسفہ کا مخزن ہے اس طرح ان میں مذہب کا وہ مذاق پیدا کر دیا جائے کہ جسکو بجز احمدی مبلغین کے اور کوئی مولوی پورا نہیں کرسکتے ہم اپنے علم و عمل سے اپنے طریق سے اپنے اخلاص سوا اپنی خدمات دین سے اُن کو یقین دلادیں کہ اسلام ایک نخل مثمر ہے اور اسکے اثمار کے ہم احمدی ہی وارث ہیں۔ اس طریق سے ہم اُنپر احمدیت کی عظمت قائم کرسکتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُنپر ہم ان برکات کو ظاہر کرسکتے ہیں جو حضرت احمد علیہ السلام کے طفیل ہمپر ہو رہی ہیں۔ پریسیڈنٹ کی تقریر کے بعد مولوی صدر الدین صاحب نے ضرورت الہام پر لیکچر دیا۔ آپ کا لیکچر سورۃ نحل کے ایک رکوع کی تفسیر تھی۔ اپنے مضمون کے دو حصے کئے۔ آپنے فرمایا کہ دُنیا میں دوگروہ ہیں ایک وہ جو الہام کے قطعاً قائل نہیں اور اپنے ضمیر اور کانشنس کے محاکمہ کو ہی خدا تعالیٰ کی منشاء کا مظہر سمجھتے ہیں۔ اس گروہ میں سے ایک برہمو سماج ہے۔ دوسرے گروہ ہیں جو الہام کے تو قائل ہیں لیکن وہ الہام کو ایک وقت کے بعد ختم سمجھتے ہیں۔ اور پھر تکرار الہام کے قائل نہیں۔ یہ آریہ لوگ یا اسیطرح کے دیگر گروہ ہیں مولوی صاحب اگرچہ برابر ڈھائی گھنٹہ تقریر فرماتے رہے۔ لیکن وہ بمشکل پہلے حصّہ کو ختم کرسکے۔ اپنے مقاصد کی تشریح میں مولوی صاحب نے کہا باٹونی (علم نباتات) فزی الوجی (علم تشریح) کہیں اسٹرنومی (علم ہیئت) اور کہیں دیگر علوم کے خزانہ کھولدئے اور مفصل تشریحات اور پیرایوں میں آپنے دکھلایا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے انسان کی ہر ایک قوت کی پرورش کی ہے کس طرح خدا تعالیٰ نے ہر ایک تقاضہ فطریہ کے پورا کرنے کا سامان اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ جب انسان کی ادنی سے ادنی ضرورت سے لیکر اعلےٰ سے اعلےٰ بات تک خدا تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہے تو پھر یہ کس طرح قبول کرلیا جاوے کہ انسان کے لیے معرفت اور الہام آلہی کے سامان خدا تعالیٰ خود بہم نہ پہنچا دے اور وہ انسان پر چھوڑ دے۔ اُس کے کل جسمانیات کے قوانین تو وہ خود مرتب کرے اور انسان کو سکھلائے اور روحانیت کیلئے اُسے کوئی قانون نہ بتلائے۔ مولوی صاحب نے انسان کے مختلف قولے کو گنا کہ جنکے ذریعہ انسان کو علم حاصل ہوتا ہے اور دسائیکولاجیکل (فلسفہ ذہنی) طریق پر دکھلایا کہ روحانی علوم دل سے تعلق رکھتے ہیں اور ذہنی علوم دماغ سے۔ پھر آپ نے دکھلایا کہ جب وہ علوم جو کان۔ ناک۔ آنکھ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اُس کے سامان ید قدرت نے کس قدر بنائے ہیں تو وہ علم جو قلب کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اُس کے ذرائع کیوں خدا تعالیٰ خود بہم نہ پہنچائے۔ جب دیگر اعضاء کے ذریعہ علوم حاصل کرنے کے اسباب پر انسان قادر نہیں اور وہ سارے کے سارے اسباب خدا تعالیٰ نے بنائے تو علم الٰہی کے حصول کے اسباب جو قلب کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں وہ انسانی ہاتھ کس طرح پیدا کرسکتا ہے۔ سب سے عجیب بات جسنے مولوی صاحب کے بیان کو حد درجہ کا موثر کر رکھا تھا وہ ان کا وہ وسیع علم تھا کہ جس سے وہ اپنی ہر ایک علمی دلیل کو آیات قرآنی میں سے نکال کر دکھلا رہے تھے۔ آپ پہلے کسی علمی مسئلہ کو پیش کرتے اور پھر اُس کی عالمانہ باریکیاں دکھلاتے اور آہستہ آہستہ ایک نتیجہ پر آجاتے۔ اس کے بعد قرآن کریم کی آیت پڑھکر لفظی معنی کر دیتے۔ سننے والے حیران ہوکر عش عش کرتے تھے کہ کس طرح یہ سب علوم قرآن میں جمع ہو رہے ہیں۔ سامعین کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ پانچ پانچ اور دس دس منٹ پر چیرز اور مسرت کے نعرے بلند ہو رہے تھے یہ ایک ایسی روحانی اور دماغی ضیافت اُنکے سامنے تھی کہ جس کو اُنھوں نے پہلے کبھی چکھا ہی نہ تھا۔ خدا تعالیٰ مولویصاحب کی عمر دراز کرے کہ اُنھوں نے جہاں مسئلہ الہام پر روشنی ڈال کر نہ صرف برہمو عقائد کی تردید کی بلکہ اپنے سامعین پر روشن کر دیا کہ وہ الہام جو حضرت آدم سے شروع ہُوا وہ حضرت خاتم النبیین تک جاری رہا اور آپ پر الہام شریعت بند ہو کر آپکے بعد الہام جاری رہا اور جاری ہے اور جاری رہیگا۔ یہی دراصل مغز احمدیت ہے اور اسی مسئلہ کو قائم کرنے کی ہم کو خاص ضرورت ہے۔ میں مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ اس لیکچر کو ہندوستان کے مختلف حصوں میں دیں۔ اور مختلف شہروں میں سنادیں اور اگر یہ ممکن ہو تو اس کو جلد لکھ کر چھاپ دیں۔ تاکہ وہ اور احمدی لیکچراروں کو امداد دے۔

اس میں شک نہیں کہ جو فائدہ طبع شدہ کتاب سے ہوتا ہے وہ بالضرور دیرپا ہوتا ہے۔ لیکن وہ جلد مفید ثابت نہیں ہوتا۔ بہت کم لوگ پڑھنے والے ہوتے ہیں۔ لیکچر میں لوگ خواہ مخواہ کچھ نہ کچھ سُن جاتے ہیں۔ اس بات کی پرواہ مطلق نہونی چاہیے کہ ایک ہی لیکچر ہر جگہ بیان ہوتا ہے۔ ہم نے چند صداقتوں کو دُنیا میں قائم کرنا ہے۔ کیا ہج ہے کہ آہستہ آہستہ ایک ایک صداقت کو لیکر کل ہندوستان میں پھرا جاوے۔ حضرت اقدس نے ایک مسئلہ وفات مسیح کے لئے کسقدر کتابیں لکھیں اور پھر جہاں گئے اس مسئلہ کو ساتھ لیکر گئے۔ اور بیان کیا کہ کسی بات کو ذہن نشین کرانا کوئی آسان کام نہیں ہوا کرتا۔ اور خاصکر ایسے امر کو جو لوگوں کے لئے بالکل نیا بن رہا ہو۔ یہی طریق قرآن کریم کا ہے اور یہی طرز کل انبیاء کی تحریر و تقریر میں پایا جاتا ہے۔ کہ وہ ایک ہی بات کو صدہا شکلوں اور قالبوں میں بیان کرتے ہیں اور تکرار سے نہیں گھبراتے اور اب تو فاضل پادریوں نے بھی یہی طریق اختیار کیا ہے۔ ایک فاضل امریکہ یا یورپ کے کسی بیت العلوم میں بیٹھکر دو تین لیکچر لکھتا ہے اور پھر اُس کو لیکر کل دُنیا میں پھرتا ہے اور وہی لیکچر دیتا جاتا ہے اور نہیں تھمتا جب تک کہ اس بات کو دُنیا کے تمام گوشوں میں نہ پھیلائے۔ پچھلے تین سال ہوئے ڈاکٹر کیتھ ہال جو ایک فصیح اللسان۔ منّاد عیسائیت ہے اسی طریق پر کل ہندوستان میں تین لیکچر برابر چھ ماہ تک کل مختلف شہروں میں دیتا پھرا ہاں جہاں ایک ہی لیکچر مختلف مقامات پر ہو بعد میں اگر تصنیف کی شکل میں آجاوے تو نور علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ ہمارے ریویو آف ریلیجنز میں حضرت مولوی محمد علی صاحب نے کیا کیا موتی اور گران بہا دُر شاہوار جمع کر رکھے ہیں۔ لیکن کل کا کل ہندوستان اُن سے محروم ہے۔ اگر ہمارے احمدی نوجوان مثلاً میاں محمد الدین صاحب شیخ تیمور صاحب۔ چودھری فتح محمد صاحب اور دیگر نوجوان گریجویٹ اِن مضامین کو لیں اور لیکچروں کی شکل میں لکھ کر ایک ایک لیکچر برابر متواتر ہندوستان میں دیتے پھریں تو یقیناً ایک عظیم الشان نتیجہ مرتب ہو۔ دوران لیکچر میں مولوی صاحب نے ایک لطیفہ موقع نکالکر ہمارے مرحوم لیڈر رقوم مولوی عبدالکریم علیہ السلام کی روح پُر فتوح کو ضرور خوش کیا کہ آپ یہ بیان کر رہے تھے کہ انبیاء پر سخت سے سخت خطرات کے وقت آئے ہیں۔

اور ایسے جانکاہ وقت میں انھوں نے الٰہی الہام پاکر اپنے قول و فعل کے ذریعے اُن خطرات سے اپنا باہر ہونا ظاہر کیاہے مثلاً نبی کریم غار میں ہیں متعاقب دشمن سر پر موجود ہے کوئی ذریعہ مخلصی کا نہیں۔ موت و ہلاکت ایک امر یقینی ہے۔ ایسے وقت میں ایک خدا کا رسول نہایت اطمینان سے اپنے دوست کو جو غمناک ہے کہتا ہے کہ لاتحزن ان اللّٰہ معنا۔ خدا نے مجھے الہام کیا کہ غم مت کرو۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا غمناک ہونا اور جناب نبی کریم صلعم کا خوش و خرّم اطمینان دینا برہمو عقائد کی ہلاکت کے لئے کافی ہے۔ کیا یہ اپنے دل کی آواز ہے جو یہ اطمینان اور تسکین دلا رہی ہے۔ ابوبکرؓ تو حضرت نبی کریم کے مقابل عمر اور دنیوی عقل و تجربہ میں شاید بہت ہی بڑھ کر تھے۔ اگر دل کی آواز سے تشفی ہونی تھی تو جناب

ابوبکر کو پہلے ہوتی۔ انکو کیوں گھبراہٹ تھی۔ اور ایسا ہی اگر کوئی برحو ان حالات میں ہو تو پھر کیا اُس کے دل میں وہ اطمینان اور نشاط قلب میں ہوگی جو ان الفاظ ان اللہ معنا سے ظاہر ہوتی ہے۔ الغرض ابوبکرؓ کی حالت حزن اور آپکا اطمینان اسبات کا ثبوت ہے کہ الہام دل کی آواز نہیں جو علم اور تحریر کے باعث پیدا ہوتی ہے بلکہ خارجی آواز ہے اس موقعہ پر مولوی صاحب نے لیڈر قوم علیہ السلام کی شاگردی کا حق پورا پورا ادا کیا۔ آپ کے سامنے شیعہ صاحبان کی بھی ایک خاص تعداد تھی آپنے فرمایا کہ اس موقعہ پر ناواقفوں نے صدیق اکبر کی شان پر حملہ کیا انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ کو اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی اور وہ سخت حزن وملال میں تھا کہ نبی کریم صلعم کو انھیں تسلی دینی پڑی۔ نادان اس قدر نہیں سوچتے کہ جو جو امور حضرت صدیق اکبر سے اس ہجرت کے وقت سرزد ہُوے وہ اس بات کے کافی شاہد ہیں کہ آپ کو اپنی جان کا مطلق غم نہ تھا۔ انھیں تو اُس محبوب ومطلوب کی جان کی بابت حزن وملال تھا جس کے لئے اُسنے اپنے من دھن جان ومال کو مصیبت اور خطرات میں ڈال دیا تھا۔ جب گھر سے نکلتے ہیں تو یہ فکر ہے کہ کہیں دشمن کھوج نہ نکال لیں۔ کیونکہ عرب کھوج کی شناخت کے لئے مشہور تھے۔ اسلئے جناب ابوبکرؓ نبی کریم صلعم کو اپنے کندھے پر بٹھاتے ہیں کہ آپ کے نقش قدم زمین پر نہ لگ جاویں۔ اب کیا اس شخص کو غم اپنی جان کا ہے کہ جو نبی کریم صلعم کے نقش قدم چھپانے کے لئے اپنے نقش قدم دشمنوں کے لئے قائم کر رہا ہے۔ اسپر غار کا خود نقشہ اسبات کا گواہ ہے کہ انکو تو اپنے محبوب کی جان کا حزن وملال ہے کیونکہ جس غار میں آپ چھپے اُس میں بچھو اور سانپوں کی جگہ تھی اور مختلف جگہوں پر سوراخ تھے۔ ان سوراخوں کو وہ اپنے کپڑوں سے بند کر دیتا ہے اور پھر جب کپڑے بھی مکتفی نہیں ہوتے تو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اور پاؤں کے تلوے وہ سانپوں اور بچھوؤں کے سوراخوں پر رکھتا ہے۔ کیا اُسے اپنی جان کا غم ہے۔ یا وہ اپنی جان کو ایک محبوب جان کے بچانے کے لئے ہلاکت کے منہ میں ڈال رہا ہے۔ اگر اُسے اپنی جان اس قدر عزیز تھی تو کیوں سانپوں کے ڈنک سے حضرت نبی کریم کو بچانے کے لئے اپنے ہتھیلی اور تلوے رکھتا ہے۔ کیا اُس کی ہتھیلی اور تلوے اپنے اندر خاد زہر کا اثر رکھتے ہیں کہ سانپ اور بچھو انکو نہ کاٹ سکینگے۔ دشمن نے تو ابھی بعد میں آنا ہے وہ تو اُنکے آنے سے پہلے ہی اپنی جان ہلاکت کے منہ میں ڈال چکا ہے پھر اگر دشمن آگیا تو اُسے اپنی جان کا کیا غم وہ تو اس غم میں ہے کہ جس جان کے بچانے کے لئے وہ اپنی جان کو موت کے حوالہ کرنے کو ملیار ہے۔ اب وہ جان بھی بچتی نظر نہیں آتی یہی اُسے حزن وملال ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی آواز اُسپر آتی ہے اور کہتی ہے لاتحزن ان اللہ معنا۔ تو محمدؐ کے لئے کیوں غم کرتا ہے۔ خدا اُس کے ساتھ بھی ہے اور پھر تیرے ساتھ بھی ہے۔ مولوی صاحب نے کچھ اس ترکیب اور زور سے بیان کیا کہ اُس وقت یہ سمجھ نہ آتی تھی کہ آیا مولوی صدرالدین صاحب تقریر فرما رہے ہیں یا خود لیڈر قوم کی روح اپنے شاگرد کے قالب میں بول رہی ہے۔

مولوی صاحب نے کوئی ساڑھے نو بجے رات تک اپنا لیکچر ختم کیا لوگ تو سیر نہ ہوے تھے۔ کیونکہ آپنے اگلے دن حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب کا لیکچر جلسہ مذاہب میں پڑھنا تھا آپ کے خاتمہ تقریر پر اس قدر لمبے چیرز کا شور ہوا کہ بقول مولوی ولایت حسین صاحب شاید چیرز کے صدمے سے اُس مکان کی چھت کو کہیں صدمہ نہ پہنچا ہو۔ پریسیڈنٹ اُٹھا اور جہانتک اُس کی پیرسٹرانہ قابلیت الفاظ تعریف وستائش کو جمع کر سکتی تھی اُسے مولوی صاحب کی کی۔ متعلق بیان فرمائے آپ کی اعلیٰ لیاقتوں اور پھر خلوص کا اعتراف کیا۔ دوبارہ ان خدمات کا اعتراف کیا جو سلسلہ حقہ کے ممبر اسوقت ہندوستان میں کر رہے ہیں۔ اگلے دن کا لیکچر ڈاکٹر یعقوب صاحب کی طرف سے اعلان شدہ تھا۔ لیکن وہ حضرت صاحب کی علالت کے باعث اچانک رُک گئے تھے۔ لیکن عمائد شہر کی درخواست پر خواجہ صاحب کو ڈاکٹر صاحب مکرم کا قائم مقام بننا منظور کرنا پڑا۔ ہم خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ارشاد الامیر

آج بتاریخ ۱۰۔ فروری سنہ ۱۹۱۱ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ پہنچائے ؎

علی الصباح چو مردم بکار وبار روند ٭ بلاکشانِ محبت بکوے یار روند

یہ عاجز احمدیہ محلہ کی گلیوں میں آگے جانیوالوں کو پیچھے چھوڑتا اور قدمِ عشق بیشتر بہتر کی من وجہ زبانِ حال سے تفسیر بیان کرتا ہوا کوے یار یعنی دربار، دربارِ امیر المومنین وایوان خلیفۃ المسلمین کی جانب پروانہ وار متوجہ ہوا۔ تبہ گاہ راستان یعنی مشرقِ مہرِ خلافت کے آستان پر پہنچکر گوش زد ہوا کہ پردگیان حرم وبعض دیگر مستورات مریم قدم اُس محبوب مسیحادم کے حوالی میں موجود اور انفاسِ قدسیہ کے گہر ہائے لآلی زینت گوشِ دل بنانے میں مصروف ہیں یحسب ظاہر عقل ناتمام وفہم قاصر کا یہی فتوی تھا کہ یہ شعر پڑھتے ہُوئے کہ ؎

از درِ دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم ٭ ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

حسرت ویاس کی گٹھڑی سر پر رکھ کر چلو اور نماز مغرب کے بعد تک شام وصل کا انتظار باچشم اشکبار کرو۔ لیکن حضرت عشق نے بہت مردانہ کو للکارا اور صبر مفتاح الفرج کو پکارا کہ ؎

یار کے در کو چھوڑ کر جانا ٭ مذہبِ عشق کے مخالف ہے

چنانچہ بڑھتی ہوئی تمنا اور اُبھرتے ہُوے شوق کو بغل میں دبا کر نقشِ قدم کا ہمدم بنکر بیٹھ گیا اور اثرِ محبت کا نگراں ہُوا۔ ابھی منٹوں کی تعداد اکائیوں سے گذر کر دہائیوں تک نہ پہنچنے پائی تھی کہ رندانِ بادہ مست یعنی مستانِ جامِ الست آپہنچے عقل حیران تھی اور تفننِ عشقِ مجازی سر بگریبان کہ ایک معشوق کے سب عاشق ہیں لیکن رقابت کا نام نہیں نہ ایک کو دل میں دوسرے کی شکایت کا مقام ؎

خوش تماشائے است گر بیند کسے ٭ بارقیبان آشتائی ہائے من۔

دریار پر ہجوم عاشقاں بڑھتے بڑھتے ایک نہیں کئی دہائیوں تک ممتد ہوگیا۔ اس مجمعِ عشاق کو دیکھ کر شاعروں کے خیالی معشوقوں کے ہجوم دلدادگان کی یاد آئی اور آتے ہی بہت شرمائی۔ کہ اس کیفیت کا نقشہ کوئی کیا کھینچ سکتا ہے۔ اور میٹھا کا مشہور نادر الکلام بیان بھی کہاں بیان کر سکتا ہے ؎ حال در گفتگو نمی آید ٭ بحر اندر سبو نمی آید

قصہ مختصر تاثیر محبت نے درِ اجابت تک پہنچکر یکایک باریابی کی اجازت سنوائی اور خمیازہ کشوں کی جان میں جان آئی۔ سب سے پہلے اُس مطلع الانوار کے قریب جو پہنچا وہ عاجز راقم تھا تقریر کیا اثنے دلِ بیتاب کے ساتھ جو کام کیا زبان وبیان کی کیا مجال ہو کہ ادا کر سکے ؏ دل من داند من دانم و داند دلِ من۔ ؎ یکلخت عشق میں اُف منہ سے اپنے نہ نکلی بات ہو رکھنا دہیں کے

ایک چشم زدن میں سرو کو قمریوں نے شمع کو پروانوں نے گھیر لیا مصافحہ ودست بوسی کے بعد حسب الایماء جب سب بیٹھ گئے تو ارشاد ہُوا کہ

”اللہ تعالیٰ کا مجھپر بڑا فضل ہے اس بیماری میں خدا تعالیٰ نے اپنی قدرتوں اور بندہ نوازیوں کے عجیب عجیب جلوے دکھلائے ہیں میں اس بیماری میں عادیکا بڑا قائل ہو گیا ہوں دُعائیں مجھپر بڑا بڑا فضل کرتی ہیں میرے خدا نے مجھپر بڑے بڑے احسان کئے ہیں میرا جی چاہتا ہے خدا تعالیٰ مجھکو طاقت دے تو میں تمپر وہ انعامات بیان کروں جو خدا تعالیٰ نے مجھپر فرمائے ہیں۔ آج بھی مجھکو الہام ہوا ہے کہ ”اغنی بفضلک عن من سواک“ نیند کے لئے ڈاکٹر مجھے دوائی پلاتے تھے کہ کسی طرح نیند آجائے اور نیند نہیں آتی تھی آج میں نے دوا چھوڑ دی تو دو گھنٹے نیند آئی۔ خدا تعالیٰ بڑا بادشاہ ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ میری نصیحت یاد رکھو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھو اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی اُمیدیں رکھو یہ جو مشکلات آتے ہیں درجہ بلند کرنے کے لئے آتے ہیں ان مشکلات سے ہرگز مت گھبراؤ اور خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ یہ مختصر نصیحت ہی مگر ضروری ہے اور یاد رکھنے والی ہے معمولی نہ سمجھو اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ ہو اور تمھارا حافظ وناصر ہو“ (آمین)

میں کہ صرف دیدار یار ہی کو معراج سمجھتا تھا اس تحاطب اور اس ملفوظ قدسیہ کو صفحہ قرطاس پر اسیوقت محفوظ بھی کر نیوالا ہُوا۔ سپاس نعمت باری تعالیٰ کا

مثیل صدیق

جناب منشی محمد عبد اللہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے مثیل صدیق ہونے پر ایک لطیف عالمانہ مضمون لکھا ہے جس مین اگرچہ تمام ضروری امور پر مفصل بحث نہین تاہم بطور نمونہ درج اخبار کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ مخدوم و مکرم بندہ جناب منشی صاحب السلام علیکم کے بعد عرض ہے۔ کہ جب سے ہمارے آقا حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح ہوئے ہین تب سے عام طور پر سب کے دل گواہی دے اٹھے ہین کہ حضرت صاحب مثیل صدیق ہین اس خیال کی تصدیق روز مرہ کے واقعات پیش آمدہ سے بھی عموماً ہوتی رہتی ہے۔ میرے پاس ایک کتاب گلزار صدیقی ہے۔ جسمین مجملاً خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی کا بیان ہے یہ کتاب مولفہ مولوی حکیم عبد الوحید صاحب مرحوم مطبوعہ مجتبائی پریس کانپور ۱۹۰۱ء کی ہے۔ مین نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حالات کا حضرت ابوبکر صدیق رض کے حالات سے مقابلہ کرنے کے ارادہ سے اس کتاب کی ورق گردانی شروع کی۔ سرسری نگاہ سے مجھے حسب ذیل امورات مین حضرت خلیفۃ المسیح کی مشابہت کامل طور پر حضرت صدیق اکبر رض سے ثابت ہوئی جس سے مجھکو کمال لطف آیا در اصل یہ خدا تعالیٰ کے کام ہین۔ خالص سونے کو خواہ سو دفعہ آگ دو۔ کتنی دفعہ کسوٹی پر رگڑو کسی طرح پرکھو ہر طرح سے اسکی بابت صدق کی ہی شہادت ملیگی۔

حضرت ابوبکر صدیق رض	حضرت مولوی نور الدین صاحب ادام اللہ فیوضہم
(۱) اول المؤمنین مین سے تھے اور زمرہ السابقون الاولون مین داخل تھے	(۱) پہلے بیعت کرنے والون مین ہین
(۲) جنگ بدر کے ۳۱۳۔ اصحاب مین شامل تھے	(۲) حضرت مہدی کی بابت حدیث نبوی مین یہ ایک نشان پیشگوئی کے طور پر مذکور تھا کہ مہدی موعود کے پاس ایک مطبوعہ کتاب ہوگی جسمین مطابق تعداد اصحاب جنگ بدر کے اوس کے ۳۱۳۔ اصحاب کا نام درج ہوگا چنانچہ حضرت مسیح موعود و مغفور نے بھی ایک کتاب مین ایک فہرست اوسوقت تک کے ۳۱۳ اصحاب کی چھپوائی تھی حضرت خلیفۃ المسیح صاحب بھی اوس مین موجود ہین۔
(۳) آپ بلاچون وچرا ایمان لائے اور اسی وجہ سے صدیق کہلائے۔	(۳) بلاچون وچرا کے صدیقی رنگ مین حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے۔
(۴) قوم کے قریش تھے۔	(۴) قوم کے قریش ہین۔
(۵) عند الطلب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے واسطے اپنی تمام جائداد لاکر حاضر کردی اور پیچھے کچھ بھی نہ چھوڑا۔	(۵) حسب منشا حضرت مسیح موعود و مغفور کے اپنی تمام جائداد اشاعت اور اعانت کیواسطے دیدی اور پیچھے کچھ نہ چھوڑا۔
(۶) حضرت خاتم الانبیاء کے بعد خلیفہ بلا فصل ہوئے	حضرت خاتم الاولیاء کے بعد خلیفہ بلا فصل مقرر ہوئے۔
(۷) حضرت خاتم الانبیاء کی معیت مین اپنا وطن عزیز چھوڑ کر ہجرت اختیار کی۔	(۷) حضرت خاتم الاولیاء کی معیت و رفاقت اور خدمت اسلام کے واسطے اپنا وطن عزیز چھوڑ کر ہجرت اختیار کی
(۸) کتاب گلزار صدیقی کے صفحہ پر لکھا ہے "دوران بیعت مین بعض لوگون نے جو اپنے خیالات ابوبکر صدیق کی خلافت پر ظاہر کئے تھے اونکے جواب مین حضرت ابوبکر نے یہ تقریر کی قسم خدا کی کسی وقت رات و دن مین بھی میرے دل مین خلافت کا لالچ نہین پیدا ہوا اور نہ کبھی مین نے خواہش کی اور نہ خدا سے ظاہر اور پوشیدہ دعا مانگی لیکن صرف فساد کے خیال سے مینے قبول کرلیا مجھکو اس خلافت مین کوئی راحت کیصورت نہین گویا میرے گلے مین ایک ایسا پٹہ ڈالدیا گیا ہے جس کے تحمل کی قوت مجھہ مین نہین ہے۔ مگر خدا کی مدد سے۔"	(۸) حضرت خلیفۃ المسیح صاحب عموماً تحریرون اور تقریرون مین بعینہ اسی قسم کے خیالات کا اظہار فرماتے رہتے ہین۔ خاص کروہ تقریر جو آپنے ۲۷ دسمبر ۱۹۱۰ء کی شام کو جملہ انجمنہائے احمدیہ کے سکرٹری و پریزیڈنٹ ہائے کی موجودگی مین فرمائی تھی اوس کا ایک حصہ بعینہ یہی ہے۔
(۹) خصائل کی بابت رسالہ گلزار صدیقی مین سے حسب ذیل اقتباس مندرجہ صفحہ ۱۶ غور کے قابل ہے "حضرت ابوبکر رض کی طبیعت مین انکساری اور سادگی غائت درجہ کی تھی اور اون مجمعون مین جنمین معززین اور محتشمین کا مجمع ہوتا تھا آمد و رفت عام لوگون کی طور سے کرتے تھے۔ غریبون اور بیکسون کی حالت پر ہمیشہ آپ رحم فرماتے اور سختی مین کام آتے ایسے لوگونکی روائتین دربردہ خبرگیری کرنیکی اکثر مشہور ہین۔ مدینے کے اطراف مین ایک عورت بڑھیا نابینا جسکو کہین سے کچھہ سہارا نہین تھا رہتی تھی۔ حضرت ابوبکر روزمرہ پوشیدہ اوسکے پاس جاتے تھے اور اسکو کھلا پلا کر اسکی حوائج ضروری کو پورا کرکے چلے آتے تھے علمی فضل و کمال آپکے ان فصیح بلیغ خطبون سے اچھی طرح ظاہر ہے جو پہلے مذکور ہوچکے ہین انکی ذہانت اور صیانت رائے کا اندازہ لون کو جنگی انتظامات سے بخوبی ہوسکتا ہے آپکو تعبیر گوئی اور نسب دانی مین اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا۔"	(۹) ان تمام امورات مین ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح صاحب بالکل حضرت صدیق کے لگ بھگ اور مشابہ ہین تفصیل کے واسطے ایک دفتر چاہیے۔ جن لوگونکو حضرۃ خلیفۃ المسیح صاحب کی ہمنشینی کا شرف کبھی حاصل ہوا ہے۔ وہ ان تمام صدیقی خصائل کو حضرت خلیفۃ المسیح مین جلوہ گر پائینگے اور پاتے ہین۔
(۱۰) حلیہ رسالہ گلزار صدیقی کے صفحہ ۶۲ مین حضرت ابوبکر رض کا حلیہ بدین الفاظ درج ہے۔ "آپکا جسم چھریرا اور قد لانبا تھا رنگ سفید مائل بزردی تھا پیشانی ابھری ہوئی آنکھین اندر کو گھسی ہوئی تھین رخسارون پر گوشت اس قدر کم تھا کہ چہرے پر رگین نمودار ہورہی تھین اور ہاتھ کی انگلیون پر بال بالکل نہ تھے داڑھی کو مہندی سے رنگا کرتے تھے۔"	(۱۰) حلیہ کی مطابقت معلوم کرنیکیواسطے صرف حضرۃ خلیفۃ المسیح کے جمال کیضرورت ہے پھر فیصلہ کرلو کہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح کا حلیہ قالب تحریر مین لانیکے واسطے الفاظ مندرجہ حلیہ حضرت ابوبکر صدیق کے ماسوا کسی اور لفظ کے استعمال کرنیکی ضرورت ہے ہرگز نہین بلکہ میرے خیال مین تو اگر حضرت ابوبکر رض کا فوٹو اس زمانہ مین موجود ہوتا۔ تو بالکل حضرت خلیفۃ المسیح کی شکل مبارک کے مطابق ہوتا۔
(۱۱) حضرت ابوبکر صدیق کا اصلی نام عبد اللہ تھا اور صدیق لقب تھا لفظ "عبد اللہ صدیق" کے اعداد جمل ۳۱۶ ہوتے ہین ✤	(۱۱) نور دین کے عدد بھی بالکل ۳۱۶ ہین ✤

(۱۲) لفظ مثیل صدیق کے عدد ۷۸۴ ہین اور لفظ خلیفہ مہدی کے عدد بھی ۷۸۴ ہین جس سے یہ سوال حل ہو جاتا ہے کہ مثیل صدیق کون ہوگا جواب یہی جو خلیفہ مہدی ہوگا اور جس کے اعداد مثیل صدیق کے مساوی ہین ✤

خواجہ صاحب کا لیکچر شبان المسلمین سیالکوٹ مین

برادرم سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ہزار ہزار شکر خدا تعالےٰ کا اور ہزار ہزار مبارک آپ کو کہ اسال ہمین خوق العوق کامیابی خدا تعالےٰ نے عطا کی۔ مین نے یہ اس لئے آپ کو لکہا ہے کہ یہ آپ کا وطن ہے۔ (یہ خط ایک دوست کا مولوی صدر الدین صاحب کے نام ہے)

اللہ اللہ ایک دن وہ کہ جب جماعت علی کے حکم پر لوگ احمدی جماعت کو پتھر مارین اوس شخص کے کہنے پر ہمارے جلسہ مین شریک ہونا کفر اور عورت کے طلاق کے برابر سمجہین۔ اور اس کے لغو حکم کے سچ ہونے پر یقین رکھین۔ پھر وہ دن کہ جناب خواجہ صاحب کے پہلے لکچر پر کچھ غلط فہمیان دُور ہونی شروع ہون ایک جماعت انھین مدعو کرے دوسرے اس کے رفیق مخالفت کرین۔ پچھلے سال مین جس دن خواجہ صاحب کا لکچر ہُوا اسیوقت وہ اکھاڑہ مسجد مین لگا کر لوگون کو شمولیت سے روکے مغلظات سے اپنا وعظ سجائے اوس کے بعد وہ دن بھی آیا کہ لوگون نے اوس کے اس غلو کو ناپسند کرنا شروع کیا اور آج وہ دن ہے کہ اوس کے اثر کے مقابل احمدیت کی کامل فتح ہو۔ پرسون شبان المسلمین مین شاید آٹھ یا نو ہزار کا مجمع تھا۔ سیالکوٹ سے بارہ بارہ کوس سے لوگ موجود تھے اور ایک عاشقانہ انتظار کے ساتھ ایک احمدی کی باتین سننے آئے۔ ۲ بجے دن سے لے کر مختصر وقفون کے بعد رات کے دس بجے تک خواجہ صاحب مکرم نے اون کو باندھے رکھا۔ پورے ساڑھے چار گھنٹہ تقریر ہوئی اور اون کا شوق اور بیٹھے رہنا برابر یکسان رہا۔ ذٰلک فضل اللہ میرے نزدیک جماعت علی کے اثر پر پوری موت وارد ہو چکی ہے۔

اس موقع پر آنحضرت کی کاملیت اور ان کے خاتم النبیین ہونے کا اور سابقہ نبوتون اور کتابون کے ناقص ہونے کا ایک نیا پیرایہ در نئی دلیل ہمارے خواجہ صاحب کو مولائے کریم نے عطا فرمائی جن کو آپ کی دلچسپی کے لئے خلاصۃً لکھتا ہون۔ کہ جب سب کتابین خدا کی طرف سے ہین اور خدا عالم الغیب بھی ہے وہ آیندہ تنازعات سے بھی واقف تھا۔ سب کتابون مین سے صرف قرآن کا آخر اکر الکملت لکم دینکم کا دعویٰ کرنا اور باقیون کا اس قسم کا دعوے نہ کرنا یہ امر ایک ایسا ہے کہ جس کی طرف لبعض متکلمین اسلام نے تو پہلے بھی توجہ دلائی ہے لیکن مین یہ سوال پوچھتا ہون کہ ہر ایک صاحب شریعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پہلے دنیا کو شریعت دیکر پھر کسی اور کے مابعد آنے کا وعدہ اور خبر دی ہے کسی نے اوس بعد مین آنے والے کو اپنا ہمتا کسی نے اس کو اپنے سے بہتر کہا ہے موسیٰؑ نے اپنا ہمتا سلیمانؑ نے اپنے سے افضل مسیحؑ نے اوس الحق کا آنا اپنے جانے پر منحصر رکھا۔ کرشن نے اپنا ہی دوبارہ آنا بدھ نے اور برہسون کا آنا۔ پراچین ہندو بزرگون نے تو اوتارون کے بعد ایک اور اوتار کا انتظار کرنا۔ اب ان وعدون اور پیشگوئیون کے جو معنے ہو معنے کر لو۔ ان سب شارعین نے شریعت دیکر اور پھر ایک اور کا وعدہ کر کے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ وہ شریعت کی تکمیل نہین کر سکے اگر وہ تکمیل کر گئے۔ تو پھر وہ آنے والے کا کیون دنیا کو انتظار کراتے ہین۔ اگر اوس نے کچھ نہین کرنا یا کوئی نئی بات نہین تبلانی تو پھر اوس کے آنے کی پیشگوئیان کیون کی گئیں الغرض ان بانیان مذہب نے یہان سے رخصت ہونے پر کسی آنے والے کا پتہ بتا کر یہ تسلیم کر لیا کہ شریعت کا دروازہ بند نہین ہُوا۔ اب بالمقابل دیکھنا ہے کہ قرآن اور ملہم قرآن کیا کہتا ہے۔ کتاب کہتی ہے۔ الکملت لکم دینکم اور ملہم کے متعلق کہتی ہے۔ خاتم النبیین۔

اب وہ خود کیا کہتا ہے۔ لا نبی بعدی۔ کیا وہ موسیٰ کی طرح کہتا ہے کہ مجھ سا انسان شریعت لیکر آویگا کیا وہ عیسیٰ کی طرح کہتا ہے کہ مجھے جانے دو۔ تاکہ آنے والا شریعت کو کمل کرے وہ تو کہتا ہے کہ شریعت ختم اور لانبی بعدی۔

اس اصول کو سامنے رکھ کر آپنے بہت شرح و بسط کے ساتھ بحث کی اور جب دیکھا کہ سامعین نے اسبات کو سمجھ لیا ہے۔ . . تو کہا اس میری بحث پر یہ اعتراض ہے۔ کہ نبی عرب نے بھی تو ایک المسیح الموعود کی خبر دی ہے اس کا کیا جواب ہے۔ . . . .

. . . . اس موقعہ کو سامنے رکھ کر آپنے کل احادیث پڑہین۔ اماکم منکم پر زور دیا اور فرمایا کہ وہ کوئی نبی نہین ہو گا بلکہ اُمتی ہو گا۔ کچھ منٹ بحث کر کے پھر کہا کہ ممکن ہے کہ غیر مسلم صاحبان فرماوین کہ شاید حدیثون مین کچھ اور ہو تو سب سے بہتر یہ ہے کہ اون لوگون سے دریافت کرو۔ کہ جنھون نے اس زمانہ مین ایک شخص کو مسیح موعود مان لیا ہے آیا وہ اسے ایک مستقل نبی مانتے ہین یا خادم شریعت محمدؐ اس بات کو پیش رکھ کر آپنے کہا کہ بہتر ہے۔ کہ مین اپنا عقیدہ بھی بیان کر دون۔ کہ مین مرزا صاحب کو کیا مانتا ہون۔ یہ واقعات اور یہ منطقانہ تقضیا یا ہی خدا نے ایسے پیدا کر دئے۔ کہ ہر شخص ..... دل سے ملتمس تھا آپ اپنے عقیدہ کو کھول کر بیان کر دین تاکہ غیر مسلم یہ یقین کرین کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس آنے والے کا پتہ دیا۔ وہ ایک غلام احمدؐ اور خادم محمدؐ ہو گا الغرض اس تقریب سے آپنے ساری کی ساری غلط فہمیان جو جماعت علی نے ہمارے متعلق پھیلائی ہوئی ہین اون کا دفعیہ کیا۔ پھر آپنے یہ کہا کہ حضرت مرزا صاحب کو مان کر مین آیا شیدائی مرزا ہوا یا خادم تعلیم محمدؐ ہوا اس عنوان سے آپنے اپنی گذشتہ اور موجودہ زندگی کا نقشہ کھینچا۔

الغرض پورا پونا گھنٹہ اس پر بحث کی اور اس طرز پر جو حدیثون مین لکھا ہوا مسیح کے متعلق تھا وہ تبلایا جو مرزا صاحب کا دعویٰ ہے وہ بتایا جو اون کے قبول کرنے سے فایدہ ہو سکتا ہے وہ تبلایا۔

عجیب شان الٰہی ہے کہ سب سُن رہے ہین اور خوش ہو رہے ہین اور کہتے ہین کہ بلا سے جو اس کی مرضی ہے۔ کہو جب تک یہ نہ کہے گا تب تک وہ اعتراض جو اور انبیاء پر نازل ہوتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بھی وارد ہو گا۔

(ایک حاضر الوقت)

شیعہ ڈاکٹر محمد عسکری صاحب نہائت شوق سے محلہ مفتی گنج لکھنؤ سے انجمن احمدیہ مین رونق افروز ہوئے اور اس سلسلہ عالیہ کی نسبت تحقیق اور تفتیش کرتے رہے پھر آپنے بکمال رغبت مطالعہ ریویو آف ریلیجنز کا کیا پڑھ کر فرمایا کہ بے شک حضرت مرزا صاحب (غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام) خدا ہی کی طرف سے تھے۔ یقیناً کوئی راستباز انسان اون کا منکر نہ ہو گا اس لفظ منکر پر اس عاجز نے اون سے دریافت کیا کہ کیا آپ لوگ اس قرآن کے منکر ہین کہ جو اہل سنت کے ہاتھون مین ہے کیونکہ اہل تشیع کو مولوی عبد الشکور صاحب اپنے اخبار النجم ۷۔ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ ہجری مین منکر و منحرف قرآن کا بتاتے ہین اس بارے مین آپ کیا فرماتے ہین یہ سُنکر فوراً آپنے علماء اثنا عشری لکھنؤ کو استفتار تحریر فرمایا کہ جس کی نقل حسب ذیل ہے ملاحظہ ہو۔

ماقولکم مدظلکم

(محمد عسکری صاحب) قرآن مجید مُروّج سے زاید اور بھی قرآن تھا اور جو تھا وہ کیا ہُوا اور بعض حضرات جو سورہ علی و فاطمہؑ وغیرہ پڑھتے ہین اون کا پڑھنا یا سُننا من حیث القرآن جایز ہے یا حرام۔ بینوا توجروا۔ دستخط محمد عسکری صاحب

جواب از مجتہد العصر لکھنؤ) موجودہ قرآن مجید بلاشک و ریب ہے۔ اور جو اخبار آحاد تحریف کتب شیعہ مین مندرج ہین وہ معمول بہا نہین ہین بلکہ بعض ماول و بعض مطرح ہین اور سورہ مذکورہ کو من حیث القرآن پڑھنا اور سُننا جائز نہین۔ واللہ اعلم

مُہر سید احمد صاحب عفی عنہ۔ لکھنؤ۔

باسمہ سبحانہ

(۲) قرآن مجید سے کسی سورہ کا کم ہونا ثابت نہیں اور سورہ علیؓ و فاطمہؓ وغیرہ کا جزو قرآن ہونا یا کلام خدا ہونا غیر مسلم ہے۔

مُہر نجم الحسنؒ صاحب مجتہد العصر لکھنؤ

(۳) اس قرآن مجید سے جو مروج ہے زائد ہونا ثابت نہیں ہے۔ اور سورہ علیؓ و فاطمہؓ وغیرہ جو مرقع قرآن میں نہیں ہیں اُن کا ثبوت نہیں ہے۔ اور من حیث القرآن پڑھنا اور سُننا اُن کا جائز نہیں۔

مُہر سید آقا صاحب لکھنؤ۔

(۴) بعد سلام واضح رائے ہو کہ آپکا عنایت نامہ پہنچا تمام شیعوں کا اعتقاد قرآن موجود کی نسبت یہ ہے کہ جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

دستخط شبیر حسنؒ عفی عنہٗ لکھنؤ۔

خاکسار کبیر الدین احمدؐ احمدی۔ سکرٹری انجمن احمدیہ بشیرت گنج لکھنؤ۔

مباحثہ گوجرہ

گوجرہ سے ایک دوست آیا تھا کہ وہاں کوئی مولوی محمد عظیم آیا ہوا ہے۔ کہتا ہے بلاؤ کوئی مرزائی مولوی ہمارے ساتھ مباحثہ کرے۔ یہاں سے مولوی حافظ روشن علی صاحب اور مولوی شیخ غلام احمد صاحب بھیجے گئے۔ لاہور سے مولوی غلام رسول صاحب وہاں پہنچے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ کوئی مولوی احمد دین صاحب علاقہ چکوال سے بھی آئے ہیں اور بہت گندی زبان کے ساتھ سلسلہ حقہ احمدیہ کی مخالفت میں وعظ کر رہے ہیں۔ جاتے ہی ہمارے علماء نے علماء مخالفین کے نام متعلق شرائط مباحثہ ایک خط لکھا اور بدیں خیال کہ وہ مولوی بھی عربی جانتے ہونگے خط عربی زبان میں لکھا جو غالباً وہاں کسی سے پڑھا اور سمجھا نہ گیا۔ اسواسطے اس کا جواب اردو میں بھی نہ آیا۔ دوبارہ اُردو میں خط لکھا تو اس شرمندگی کی وجہ سے کہ پہلے خط کا جواب نہیں دے سکے اس کا بھی جواب دینے سے انکار ہوا اور زبانی کہلا بھیجا کہ ہم مسئلہ وفات مسیح پر بحث نہیں کرتے عرض کی گئی کہ اچھا یہی لکھ دو۔ پھر اور مضمون بحث کرنے کے واسطے مقرر ہو جائیگا۔ مگر کچھ لکھ کر دینے سے انکار کیا۔ چونکہ آج کل کے مولویوں کا اعتبار نہیں ابھی بات کرتے ہیں ابھی پھر جاتے ہیں اس واسطے بغیر تحریر کرائے اُن سے مباحثہ مناسب نہ جانا گیا۔ شہر کے معززین نے بھی حفظ امن کا ذمہ نہ لیا۔ مولوی صاحبان حسن نیت تو رکھتے ہی نہ تھے جو تحریری شرائط کر کے تحریری مباحثہ کرتے اس طرح ٹال ٹول کر کے گریز کر گئے۔ ہمارے علماء نے اپنے طور پر چند پُراثر وعظ کئے تین آدمی سلسلہ حقہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ شیخ حسین بخش صاحب۔ میاں احمد دین صاحب و میاں کبیر الدین صاحب۔ بہرحال مخالفین کی شورا شوری میں حق کا فائدہ ہو ہی گیا۔ مخالف مولویوں کو بھی چند سو روپیوں کو بھڑکانے کے صلہ میں دنیوی فائدہ کچھ ہو ہی گیا ہوگا۔ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار بھی مخالفین کے زمرہ کے مولویوں میں شمولیت حاصل کرنے کے واسطے وہاں تشریف فرما ہوئے تھے اور وعظ کرتے رہے اور یہ نیک تحریک انھیں نے کی تھی کہ حضرت عیسیٰ مرگیا تو کیا زندہ رہا تو کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے صاف ہی کیوں نہ کہدیا کہ وہ اُسے مرا ہوا جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہاں کی انجمن احمدیہ کے میر مجلس ڈاکٹر جلال الدین صاحب اور سکرٹری بابو محمد رشید صاحب و دیگر برادران کو جزائے خیر دے جو بڑے جوش کے ساتھ دین حق کی اشاعت میں مصروف رہتے ہیں۔

سرجوش

(چودھویں کے چاند کی یاد رات کی تاریک گھڑیوں میں)

پھر وہی ہو ساقیٔ مہ وش وہی ساغر چلے
پھر وہی ہو تیر دمژگاں پھر وہی خنجر چلے

زخم آئے ہو گئے کوئی نمک ریزی کرے
پھر وہی تیغ نگاہ دلدار دل پر چلے

پھر وہی ہوں حُسن کے بازار کی سرگرمیاں
پھر وہی سودا تری سودا کا اے دلبر چلے

پھر وہی باتیں وہی گھاتیں وہی راتیں ملیں
پھر وہی ہو بزم ساقی پھر وہی ساغر چلے

پھر وہی ہوں رونقیں میخانۂ توحید میں
بادہ عرفاں بدست ساقیٔ کوثر چلے

پھر ہمارے دشمنوں کے سر پہ کالی رات ہو
پھر نسیم صبحدم بستان احمد پر سے چلے

پھر ہماری چشم تر ہو پھر جگر میں سوز ہو
پھر دعا ہائے دل مضطر کا اسٹیمر چلے

پھر دیار یار کے پیغام پہنچائے کوئی
پھر وہی ٹیلیگرام حضرت داور چلے

پھر کوئی خضر طریقت پھر کوئی رہبر ملے
پھر ہمارے آگے آگے کوئی پیغمبر چلے۔

فرقت محبوب میں اب یہ ہمارا حال ہے
رات بھر جاگا کئے تڑپا کئے دن بھر چلے

خوبرو اس سے کہا دے کوئی ہو کر سیم بر
پوپ و تیمم چلے دکن سے آتر چلے

کشور دل بیچتا ہوں اک نگاہ ناز پر
جنس اراں ہے مری ہاں کوئی سوداگر چلے

تیری محفل میں تو بیٹھے بیٹھے جی اکتا گیا
کچھ نہ کچھ چلتا رہے ساغر چلے خنجر چلے

ہے اکمل کی دعا یا ربنا وا تمم لنا
پھر ہماہو ساتھ سایہ نور کی چادر چلے

ایک ضروری تردید

جب سے پریس ایکٹ بنا ہے اور گورنمنٹ کے خلاف کوشش کرنے میں بعض ہندو سر آب ہوئے ہیں۔ ان کی توجہ مسلمانوں کی طرف ہے۔ اور وہ اپنے اخبار کی اشاعت غالباً اسی میں سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے متعلق جھوٹ سچ خبریں بلا تحقیق چھاپ کر ان کی دل آزاری اور اپنے اخبار کی گرم بازاری کیجا دے جو بہت ہی قابل افسوس امر ہے۔ ہر ایک ایسا وقت جس میں کوئی نہ کوئی پہلو مسلمانوں کی ایذا رسانی کا نکل سکے اسکو نمک مرچ لگا کر شائع کرنا اپنا فرض منصبی سمجھا جاتا ہے۔

ہندوستان مطبوعہ ۱۰۔ فروری ۱۹۱۱ء کے صفحہ ۱۰ پر ایک ڈاکٹر کا مقدمہ دوسرے ڈاکٹر پر کے عنوان سے ایک نوٹ چھپا ہے جس میں سول ہسپتال کے مرزائی سب اسسٹنٹ سرجن کی عزت پر حملہ ہے۔ ہم نے اسبارہ میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ واقعہ پولیس ڈسپنسری کا ہے۔ سول ہاسپٹل کا نہیں ہے۔ وہ ڈاکٹر احمدی ہرگز نہیں نہ اس کی جماعت سے اس کا کسی قسم کا تعلق ہے۔ وہ شخص نیا آیا ہوا بھی نہیں بلکہ مدت سے اس جگہ ہے۔ پس کسی کی عزت کا دعوا ہؤا یا نہیں یہ علیحدہ بات ہے لیکن کسی احمدی کے ناموس پر حملہ ایک خوفناک غلطی ہے جس کی ہندوستان کے ایڈیٹر کو فوراً تردید کرنی چاہئے۔

الہ آباد والی تقریر کی مزید اشاعت

برادرم مفتی صاحب السلام علیکم۔ ذیل کی سطور اپنے اخبار میں جگہ دیدیں۔

مجھے پہلے یقین تھا کہ یہ تقریر احمدی نکتہ خیال سے بہت مفید ثابت ہوگی۔ اور اس کی کثرت سے مانگ ہوگی اسلئے میں نے نو ہزار اردو کی اور پانچ ہزار انگریزی کاپیاں چھپوائیں اور آج ان میں سے میرے پاس صرف ایک ہزار سے کچھ زیادہ کاپیاں اردو۔ انگریزی رہگئی ہیں وہ بھی اس لئے رکھ چھوڑی ہیں کہ آئے دن کے طلبی کے جواب میں ایک ایک دو دو بھیجدوں اس اشاعت کا متحمل میں اور میرے چند دوست ہوئے ہیں جنکو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے۔ اگر ہمارے دوست اس کو آئندہ اور چھپوانا چاہتے ہیں جیسے کہ مجھے خطوط سے معلوم ہوا تو بذریعہ مفتی صاحب قادیان میں چھپوالیں یا میری معرفت لاہور میں اردو یا انگریزی ایکہزار کاپی پر قریباً نو یا دس روپیہ کے خرچ ہوتے ہیں ہاں مینے بعض ہندو اصحاب کی تحریک پر انتظام کیا ہے کہ اسکو ہندی اور بنگالی میں طبع کرایا جاوے۔ والسلام (کمال الدین لاہور)

علیگڑھ سے ایک دوست کی تحریک پر حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ خواجہ صاحب کی تقریر کی طرح مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کی تقریر بھی جو الہ آباد میں سنائی گئی تھی چھاپ کر کثرت سے شائع کی جاوے۔

ضرورت محرر۔ ایک محرر کی ضرورت ہے جس کے ہر دو خط انگریزی اور اردو دونوں خوش نویس ہوں تنخواہ حسب لیاقت (ایڈیٹر بدر)

ضرورت نکاح

ایک شریف خاندان کی دو نوجوان لڑکیوں کے لئے جنکی عمر ۱۴- ۱۵ سال ہے رشتہ کی ضرورت ہے۔ درخواست کے ساتھ ۲/ کے ٹکٹ آویں کسی صاحب کو پتہ نہیں بتایا جاویگا۔ درخواستیں مشتہر کے پاس پہنچادی جائینگی۔ درخواست کنندہ کو مشتہر کا ایڈریس دیدیا جاویگا۔ اس سے زیادہ بدر کی کوئی ذمہ داری نہیں

العزیز بٹالہ علمی۔ ادبی۔ اسلامی ماہوار رسالہ عام ہے سالانہ چندہ ۱۲/

دفتر بدر سے طلب کرو

تبلیغی کارڈ جس میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا کامل ثبوت ہے۔ ۱۰۰ عدد ۵/ اور ۲/ محصولڈاک وی پی۔

عقائد احمدیہ جس میں مسیح موسوی کی وفات اور مسیح احمدی کے دعاوی کا اثبات اور اللہ۔ ملائکہ۔ الیوم الآخر۔ انبیاء کتب تمام ارکان اصول اسلام کی نسبت اپنے عقائد کا اظہار ہے۔ قیمت ۲/

خاص عایت

حضرۃ کی پرانی تحریریں معارف وحقائق کا خزانہ اصلی قیمت ۲/ رعایتی ۱/

خطاو حضرت کی تقریر رعایتی ۱/ | **سلک مروارید** حصہ اول و دوم اصلی قیمت ۸/ رعایتی ۴/

مکتوبات احمدیہ اصلی قیمت ۸/ رعایتی ۴/

سات پارے ترجمۃ القرآن مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب از ۲۴ تا ۳۰

اس زمانہ میں عجیب تفسیر اصلی قیمت ۳/ رعایتی ۲/۔ اس قیمت پر صرف ہمارے دفتر بدر سے ملیگی۔ (مینجر اخبار بدر قادیان)

براہین احمدیہ اصلی قیمت ۲۵/ رعایتی ۶/۔ **در ثمین مکمل اردو** مجلد ۵/

در ثمین مکمل فارسی قیمت ۴/ غیر مجلد ۳/

سنت احمدیہ	۴/	کفارہ	۳/
القول الصحیح	۱/	معیار الصادقین	۳/
کاسر غلام رسول	۱۰/	کاسر الہ داد	۱۰/
نظم مستورات	۱/	شہادۃ الفرقان	۲/
سر الشہادتین	۱/	جام شہادۃ	۱۰/
شرائط بیعت ۱۲۵ کے ۱۰/- ۲۵۰ کے ۱۰/ اس سے کم فی کاپی		کتاب الصیام	۱/
		صحیفہ آصفیہ	۲/
عصمت انبیاء	۱۰/	غلامی	۳/

تفسیری نوٹ ۲۲-۳ پارے		عیسائی مذہب	۱۰/
ازورس حضرت امیر المومنین ۱۲/		ضرورت زمانہ	۸/
اسلام کی پہلی کتاب	۴/	رویاء صالحہ	۴/
شہادۃ آسمانی حصہ اول	۵/	کرشن لیلا	۱/
حصہ دوم	۲/	السر المکتوم	۵/
ظہور المسیح	۲/	فتح الدین	۴/
البرہان الصحیح	۲/	مباحثہ رامپوری	۲/
مجموعہ فتاوی احمدیہ		چشمہ مسیحی	۳/
حصہ اول و دوم و سوم قیمت فی حصہ		الاستخلاف	۳/
مورکھ سید ھ	۱/	شری نہ کلنک درشن	۸/

ایک مولوی صاحب کی ضرورت

ملک عادل شاہ صاحب احمدی ساکن ترنگزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور لکھتے ہیں کہ مدرسہ کے واسطے ایک متدین خلیق مولوی صاحب کی ضرورت ہے جو قرآن وحدیث سے بخوبی واقف ہوں۔ تنخواہ وغیرہ کا فیصلہ راہ راست ملک صاحب کے ساتھ خط وکتابت کرکے کرلیا جاوے۔ اگر درخواست معرفت دفتر بدر ہو تو ۲/ کے ٹکٹ ساتھ آنے چاہئیں۔

ایک انٹرنس پاس کی ضرورت

ایک انٹرنس پاس مسلمان کی ضرورت ہے۔ جو پرائمری سکول کی جماعتوں کو تعلیم دے سکے تعلیم دینے کا تجربہ رکھتا ہو یا جونیر سرٹیفکیٹڈ ہو۔ درخواست شیخ نوراحمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر پریسیڈنٹ مجلس اسلامیہ ہزارہ ایبٹ آباد کے نام آنی چاہئے مشاہرہ مبلغ ۳۰ ہے۔ احمدی کو ترجیح دیجاویگی۔ درخواست معہ نقول اسناد مصدقہ کے آنی چاہئے۔

اجازت

ڈاکٹر شیخ محمد امین صاحب وٹرنری اسسٹنٹ کو جو جماعت احمدیہ کے مخلص نوجوان ہیں اور جنھوں نے لہ بستغاءمرضات اللہ چندہ فراہم کرنے کی تکلیف گوارہ کی ہے رسید بکیں اس مطلب کے لئے دیجاتی ہیں اور چندہ وصول کرنے کی اجازت دیجاتی ہے ہمیں امید ہے کہ احباب انکو چندہ دیکر ان کی حوصلہ افزائی فرماوینگے۔ اور ان کو ثواب لینے کا موقعہ دینگے۔

(سکرٹری صدر انجمن احمدیہ)

قادیان

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جیسے ہے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ ۳۱/۴۸

جب کسیکو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی پکار پڑجاتی ہے اور گھبراکر یہی کہتے ہیں کہ اگر پہلے ہی تھوڑا سوچتے تو یہ تکلیف ہی کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور لیکر گھر ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور ۲۰ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے۔ گرمی کے دست پیٹ کا درد اور متلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵/

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہئے۔ یہ عرق ولائتی پودینہ کی ہری پتیوں کے مانند ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ دوا نہایت مفید ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ بدہضمی اشتہا کا کم ہونا۔ سب ریاح کی علامتیں دور ہوجاتی ہیں۔ گود کے بچے کے لئے اس سے بڑھکر کوئی دوا نہیں ہے۔ قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶۔ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ)

مفصل حالات کی کتاب مفت ملتی ہے منگوا کر ملاحظہ فرماویں۔

صابن سازی

صاحبان آپ پر روشن ہے کہ کمترین نے ایک اشتہار بدیں عنوان تجارت کا راز دیا تھا فیس مبلغ ۱۲/ کردی ہے تاکہ غریب بھائی بھی فائدہ اٹھاویں شرائط حسب ذیل ہیں۔ صابن امرتسری قسم اعلیٰ بدون مدد آگ یعنی ٹھنڈا صرف چند منٹ میں طیار کرنے کی ترکیب عام فہم اردو میں بذریعہ وی پی مبلغ ۱۲/ میں روانہ ہوگی۔

(۲) پتہ صاف جواب کے لئے جوابی کارڈ ورنہ جواب سے جواب

(۳) اگر میری روانہ کردہ ترکیب سے صابن امرتسری قسم اعلیٰ طیار نہ ہو تو حلفیہ تحریر پر فیس واپس دیجاویگی۔ (۴) درخواست کنندہ کو حلفاً اقرار کرنا ضروری ہوگا کہ بدون اجازت مینجر ترکیب کسی کو نہ بتلائی جاویگی روانہ کرنا ضروری ہوگا

المشتہر غلام محی الدین اقبال موضع جنڈوالی سب آفس کھوڑ ضلع انوالہ (پنجاب)

مفرح یاقوتی

طیار کردہ حکیم محمد حسین صاحب مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ لاہور۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصدقہ ہے۔ اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتی ہے یہی مفرح اور مقوی ہے۔ ہر قسم کے ضعف وسستی و ناطاقتی کو دور کردیتی ہے دفتر اخبار بدر سے بادائے قیمت نقد مبلغ للعہ ؍ بذریعہ قیمت طلب